قال اللہ تعالیٰ فمن حاجک فیہ

الحمد للہ تعالیٰ کہ یہ رسالہ ہدیت مقالہ دافع طغیان بڑ

(موسوم بہ اسم تحقیقی)

دفع المجادلہ

عن

آیۃ المباہلہ

جس میں شیعوں کے نئے قبلہ مولوی عجاز حسن بدایونی کی اس ہرزہ سرائی کا جواب دیا گیا ہے جو اُنھوں نے حضرت علامہ مدیر النجم دامت برکاتہم کی تفسیر آیہ مباہلہ کے متعلق کی تھی،

(تصنیف لطیف)

ابو المآثر جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی مولوی فاضل عمت فیوضہم

مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپکر

النجم کے صفحات پر شایع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علے سید المرسلین محمد واصحابہ اجمعین ہ

امابعد بندہ ناچیز ابوالمآثر حبیب الرحمن الاعظمی عرض پرداز ہے کہ اہل ایمان کی دل آزاری روافض کی عادت مستمرہ ہے اور ہمیشہ وہ اسکی نئی نئی صورتین ایجاد کرتے رہتے ہین اور ناواقفون کو دھوکہ دینے کے لیئے ان کو مذہبی مراسم کے لباس مین پیش کرتے ہین۔

۹۔ ربیع الاول یعنی عید غدیر کے موقع پر حضرات خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کی شان مین جو گستاخانہ بیہودگیان روا رکھی جاتی ہین اور ان مقبولان بارگاہ الٰہی کے حق مین جیسی بدتہذیبی اور دریدہ دہنی کے ساتھ لعن وطعن اور دشنام طرازی وافترا پردازی کرکے مسلمانون کے دلون کو مجروح کیا جاتا ہے اس کو کون نہین جانتا لیکن اس سے کم لوگ واقف ہون گے کہ بمبئی کے روافض نے ان مجالس سب وشتم کو ناکافی سمجھکر سال مین ایک اور مجلس کے اضافہ کی ضرورت محسوس کی اور اسکو عید مباہلہ کے نام سے سال بسال منعقد کرنے لگے اور بھولے بھالے سنیون کو اس مین شریک کرکے حضرت علیؓ کا افضل الصحابہ اور خلیفہ بلافصل ہونا سمجھانے لگے۔

وہ تو خیریت ہوئی کہ اہل سنت نے بروقت اس فتنہ کا سدباب کیا اور ناواقفون کو سمجھا دیا کہ عید مباہلہ کی ہمارے مذہب مین کوئی اصل نہین ہے ہمارے یہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی دو عیدون کے سوا اور کوئی عید نہین ہے اگر خدانخواستہ اہل سنت نے غفلت کی ہوتی تو بلاشبہ یہ مجلس دیگر مجالس سے بہت زیادہ خطرناک ثابت ہوتی۔

چونکہ اس سلسلہ مین شیعون نے واقعہ مباہلہ کی بہت زیادہ غیر معمولی اہمیت بیان کی اور آیت

مباہلہ کا صحیح مفہوم مسخ کر کے اپنی باطل آرا تقریروں سے بہت سے غلط اور بے بنیاد مفاہیم کو اس کا مفاد قرار دیا اس لیئے ناصر ملت حنفیہ حامی سنت سنیہ شجو الحساد و غیظ اہل العناد حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم نے آیت مباہلہ کی صحیح تفسیر لکھکر شیعون کی تمویہات کا پردہ چاک کر دیا اور وہ قصر خلافت بلا فصل جس کی بنیاد شیعون نے اس آیت کے غلط مفہوم پر رکھی تھی خاک کے برابر نظر آنے لگا۔ اگلون اور پچھلون کی محنت کو یون برباد ہوتے دیکھکر مولوی اعجاز حسن صاحب بدایونی آپے سے باہر ہو گئے اور ان کی رگ حمیت پھڑک اٹھی، آپ نے تفسیر آیت مباہلہ کا جواب لکھنے کی ٹھان لی آپ کو شیعہ جماعت کا کافی تجربہ ہے اور معلوم ہے کہ اس جماعت کا مبلغ علم و فہم کیا ہے آپ پر یہ بھی اچھی طرح واضح ہے کہ یہ جماعت صرف اتنا دیکھتی ہے کہ فلان رسالہ یا کتاب کے جواب کے نام سے کوئی رسالہ چھپ گیا ہے باقی ان کو اس سے کوئی سروکار نہین کہ کیا جواب ہوا۔ اور جواب صحیح بھی ہے یا نہین اس لیئے آپ کو جواب لکھنے مین کوئی زحمت بھی نہ تھی چنانچہ آپ نے تفسیر آیت مباہلہ" کو سمجھنے سے پہلے اور اس بات پر غور کرنے سے قبل کہ اس کی کن کن باتون کا کیا کیا جواب ہو سکتا ہے ایک رسالہ بنام "برہان مجادلہ" اس کے جواب مین شائع کر دیا۔ رسالہ کیا ہے خرافات کی ایک پوٹ مقریات کا ایک مجموعہ اور مذہب شیعہ کی خصوصیات کا ایک مظہر اتم اور مصنف کی علمی قابلیتون کا آئینہ ہے اس لحاظ سے یہ رسالہ ہرگز اس قابل نہ تھا کہ وقت عزیز کا کوئی حصہ اسکا جواب لکھنے مین صرف کیا جائے لیکن محض اس خیال سے کہ کہین خود غلط مصنف اس سکوت کو عجز پر محمول نہ کرے لہٰذا اس کے رسالہ کا دندان شکن جواب لکھتا ہون اور اپنے رسالہ کو دفع الجادلہ عن آیت المباہلہ کے نام سے موسوم کرتا ہون

واللہ ولی التوفیق ومنہ الھدایۃ الی سواء الطریق۔

ناظرین! اس سے قبل کہ اصل بحث شروع ہو یہ بتا دینا مناسب ہے کہ مصنف نے اپنے رسالہ کے سترہ اٹھارہ صفحے تو ادھر ادھر کی دور از کار باتون مین ضائع کر دیئے ہین پہلے آپ نے اپنی اتحادی کوششون کا راگ لاپا ہے اور بیان کیا ہے کہ مین نے فلان فلان مقامات مین اتحاد پر تقریرین کین اور فلان فلان علمائے اہل سنت میرے شریک کار تھے" ہمکو اس بحث مین پڑنے کی کوئی ضرورت نہین کہ آپنے اتحاد پر تقریر کی یا نہین کی لیکن اتنا تو ہم ضرور کہین گے کہ آپ نے اگر اتحاد کی دعوت بھی دی ہوگی تو اس کی حقیقت دھوکے کی ٹٹی سے زیادہ اور کچھ نہ ہوگی کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماءً

اور ناواقف سنیون کو اتفاق کا سبز باغ دکھا کر اپنے مذہب کی اشاعت کی خفیہ کاروائی کے سوا آپکا اور کوئی مقصد نہین ہوگا اس لیے ہم آپ کی کوششون کی کوئی داد نہین دے سکتے ہمارے نزدیک تو اس منافقانہ اتحاد سے وہ اختلاف ہزار درجہ بہتر ہے جس کی بنیاد نیک نیتی پر ہو۔

اور آپ سے زیادہ مجھے ان علمائے اہل سنت پر افسوس آتا ہے جنھون نے آپ کی جبلی خصوصیات کے جاننے اور اس دعوت اتحاد کی حقیقت سمجھنے سے پہلے آپ کی آواز پر لبیک کہنے کو آمادہ ہوئے کمثل الذی ینعق بما لا یسمع الا دعاء ونداء یہ ان بیچارون کی سادہ لوحی ہے اور اگر جان بوجھکر اغماض کیا ہے تو مداہنت فی الدین ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اہل سنت کی یہی غفلت و بے پروائی آپ کے مذہب کے شیوع و ترقی کا باعث ہے ورنہ اگر علمائے اہل سنت نے آپ کی تلبیسات و تمویہات اور آپ کے مکاید سے واقف ہونے کی کوشش کی ہوتی اور عوام کو بھی اس سے آگاہ و خبردار کرتے تو مذہب شیعہ اب سے بہت پہلے زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا مصداق بن چکا ہوتا۔

(۲) اس کے بعد مصنف رسالہ مقابلہ مین ان لوگون کا ذکر کیا ہے جو بزعم مصنف ارض اللہ مین فساد پھیلاتے ہین اور ان کی مفسدہ پردازی یہ دکھائی ہے کہ وہ شیعون کی تکفیر کرتے ہین اور اسکے بعد وجوہ تکفیر پر کلام کیا ہے ہمکو اس بحث مین چند باتین عرض کرنی ہین پہلی بات یہ ہے کہ آپنے تکفیر کو مفسدہ پردازی کہتے وقت شاید امام جعفر صادق کا وہ قول فراموش کر دیا تھا جس مین انھون نے چار کے سوا بقیہ تمام صحابہ رسول صلعم کو مرتد کا فر کہہ ڈالا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپنے جو شیعون کی تکفیر کرنے والون کو ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون کا مصداق قرار دیا اس سے آپ کی قابلیت کا پتہ چلتا ہے مہربان! جب آپ کے زعم مین تکفیر شیعہ پر نہ آیہ قرآنی موجود ہے اور نہ رسول اللہ صلعم کی حدیث متواتر (دیکھیے برہان مجادلہ صفحہ) تو آپ کی تکفیر حکم بما لم ینزل اللہ ہوئی یا عدم حکم بما انزل اللہ اگر پہلی شق ہے تو صحیح ہے لیکن آیہ مذکورہ بالا مین اس کا بیان نہین ہے اور اگر دوسری شق ہے تو کیسے؟

تیسری بات یہ ہے کہ آپ نے تکفیر شیعہ کی جو پہلی وجہ بیان کی ہے اسکا جواب لکھا ہے اس مین سخت غلط بیانی سے کام لیا ہے کیا آپ بتا سکتے ہین کہ کس مفتی نے یہ لکھا ہے کہ صحابہ کرام کو شیعہ گالیان دیتے ہین

لہذا یہ لوگ کافر ہیں، علماء اسلام تو قدیما و حدیثاً یہ تصریح کرتے چلے آئے ہیں کہ سب صحابہ کی وجہ سے شیعہ کافر نہیں ہیں بلکہ فاسق ہیں اسکے بعد آپ کا یہ لکھنا کہ ہمارے مذہب میں گالی بکنا قطعاً حرام ہے دوسرا جھوٹ ہے۔ آپ کی مذہبی کتابیں تو یہ بتاتی ہیں کہ گالی بکنا خدا کے ذکر سے بھی زیادہ موجب ثواب ہے۔ کیا آپ کی کتابوں میں یہ نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر پر لعنت ہر صبح بھیجنا ستر نیکیوں کے برابر ہے؟ اور کیا آپ کے مذہب میں لعن عمر رضی اللہ کو ذکر الٰہی و تلاوت قرآن مجید پر ترجیح نہیں ہے؟ (تحفہ صفحہ ۶۹۲) کیا آپ کی کتابوں میں یہ مذکور نہیں ہے کہ ایک شخص امام جعفر صادق کے پاس دو قمیص سی کر لایا اور کہا ایک کو ذکر الٰہی کر کر کے سیا ہے اور دوسرے کو لعن و تبرائے شیخین کر کے تو امام صادق نے قباء لعنت کو پسند کیا اور کیا یہ واقعہ آپ کی معتبرات میں نہیں ہے کہ سید الساجدین کے سامنے ایک شخص نے پانی پیا اور پانی پیکر شیخین پر لعنت بھیجی اور جب وہ جانے لگا تو امام مذکور نے اسکو بلایا اور فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ مانگوں تو دے سکتے ہو؟ اس نے کہا حضور کا غلام ہوں یہ میری عین سعادتمندی ہے کہ حضور کی کوئی خدمت بجالاؤں آپ نے فرمایا ان کلمات لعن کا ثواب مجھے دیدے اور پورے ایک دن اور ایک رات کی میری عبادتوں کا ثواب مجھ سے تو لیلے (منتہی الکلام صفحہ ۴۹۴)۔

اللہ اکبر! کیا ان روایات کے بعد بھی کوئی شیعہ یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ گالی بکنا ہمارے مذہب میں جرم ہے حضرت! آپ کے مذہب کا یہ مسئلہ اتنا مشہور ہے کہ شعراء نے بھی اسکو نظم کر دیا ہے ؎

دشنام بمذہبے کہ طاعت باشد ۔۔۔ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

چوتھی بات یہ ہے کہ جس طرح تکفیر کی پہلی وجہ مصنف کی خود ساختہ ہے اسی طرح یہ بھی مصنف کا افتراء و اختراع ہے کہ اہل سنت تبرابازی اور انکار خلافت ثلثہ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے شیعوں کا فر کہتے ہیں اعجاز صاحب اگر کچھ بھی صداقت رکھتے ہوں گے تو کسی عالم و مفتی اہل سنت کا نام پیش کریں گے جس نے مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر کفر شیعہ کا فتویٰ دیا ہو مصنف کی یہ بھی ایک چالاکی ہے کہ جن امور کے متعلق علماء اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ یہ موجب کفر نہیں ہیں خواہ مخواہ انہیں امور کیلئے جھوٹا دعوی کرتا ہے کہ انہیں بنیادوں پر شیعوں کی تکفیر کی گئی ہے اور جب شیعوں نے ان کا موجب کفر ہونا ظاہر کیا تو سنیوں نے اعتراف کر لیا کہ ہاں یہ وجوہ مستلزم کفر نہیں بجھوں ان مجھی واہیات الفعلیہ

پانچوین بات یہ ہے کہ آپ نے ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ کوئی ایسی حدیث متواتر پیش کیجئے جس سے ثابت ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نام بنام (حضرات ثلثہ رضی اللہ عنہم کو) اپنا خلیفہ بنایا تھا، اس مطالبہ کے متعلق یہ گذارش ہے کہ اگر ثبوت خلافت کے لیئے ایسی ہی حدیث کی ضرورت ہے تو میں بہانگ دہل کہتا ہون کہ حضرت علی کی خلافت بلا فصل ثابت کرنے سے بھی تمام دنیائے شیعہ عاجز ہے۔ اگر کسی مجتہد شیعہ مین ہمت ہو تو اس مضمون کی کوئی صریح حدیث پیش کرین (علی خلیفتی من بعدی من غیر فصل) یا (من غیر تخلل خلیفۃ بینی و بینہ) اعجاز صاحب نے خلافت علوی کے ثبوت مین جن حدیثون کا حوالہ دیا ہے اولاً تو وہ متواتر نہیں ہین ثانیاً کسی مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی علی کا نام لیکر اپنی وفات کے بعد ان کی خلافت کو بیان نہین کیا ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اعجاز صاحب نے تین حدیثین ذکر کی ہین اول حدیث منزلت یعنی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ اس حدیث مین حضرت علی کی خلافت کا کوئی ذکر نہین ہے۔ بلکہ خلافت پر دلالت کرنے سے سیاق و سباق کے علاوہ خود تشبیہ آبی ہے۔ تحفہ وغیرہ کتب اہل سنت مین اسکا مفصل بیان ہے دوم حدیث من کنت مولاہ اس کا بھی وہی حال ہے کہ خلافت علی پر کسی طرح دلالت نہین کرتی سوم حدیث ثقلین۔ اس حدیث مین قطع نظر اس بات سے کہ خلافت کا کوئی ذکر نہین ہے علی کا بھی کوئی ذکر نہین ہے۔ اور اگر اسی قسم کی حدیثین ثبوت خلافت کے لیئے کافی ہون تو پھر ہماری طرف سے خلفاء ثلثہ کے خلافت کے ثبوت مین اس سے زیادہ صاف و صریح حدیثین پیش کیجا چکی ہین بلکہ ہمارے پاس تو متعدد آیات قرآنی بھی اس مقصد کے لیئے موجود ہین (ملاحظہ ہو ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح)

اس بحث کے اخیر مین مصنف برہان مجادلہ نے تکفیر شیعہ کی اس وجہ کا ذکر کیا ہے جس نے شیعی دنیا مین تہلکہ ڈالدیا ہے یعنی عقیدہ تحریف قرآن جسکا شیعون کے پاس کوئی جواب نہین ہے چنانچہ مصنف نے بھی اس عقیدہ کے انکار کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ دیکھا اور اعتراف کیا کہ ہمارا تحقیقی مذہب یہی ہے کہ اس مین کسی نے کچھ نہ گھٹایا ہے اور نہ اس مین کچھ بڑھایا ہے یہی ہمارا ظاہر و باطن عقیدہ ہے اور اس کے بعد اس خوف سے کہ کہین کوئی اسکو تقیہ پر محمول نہ کرے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ عہد

برطانیہ مین ہمکو تقیہ کی ضرورت نہیں کسی نے سچ کہا ہے کہ چور کی داڑھی مین تنکا، واہ دللنایہ خوب کہی کہ عہد برطانیہ مین تقیہ کی ضرورت نہین حالانکہ عہد خلافت علویہ مین خود حضرت امیر المومنین علی تقیہ سے بے نیاز نہ تھے اور برابر تقیہ کرتے تھے جیسا کہ آپ لوگ خود تصریح کرتے ہین اور جبکہ برطانیہ کے عہد مین آپ کو اتنا ہی امن نصیب ہو گیا ہے جتنا کہ خلافت علویہ مین بھی نہ تھا تو پھر امام غائب کو اب کونسا خطرہ دامنگیر ہے جو غار سر من رائے سے باہر نہین نکلتے۔

اب رہا یہ کہ تحریف قرآن کے باب مین آپ کا تحقیقی مذہب کیا ہے یہ آپ کے زبانی دعوے سے نہین بلکہ آپ کے مذہب کی معتبر کتابون سے معلوم ہوگا اور اگر آپ کا دعوی کتب مذہب کی تصریحات کے خلاف ہوگا تو دنیا آپ کے دعویٰ کو تقیہ پر محمول کرے گی چاہے ہزار بار آپ تقیہ کی نفی کیجئے (ہماے تو یہی کہ ہم کافی کے ابواب۔

اور باب لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ صحیح تسلیم کرین یا آپ کے مجرد دعوی کو جس کے ثبوت مین ایک روایت بھی آپ پیش نہین کر سکتے اور اسکے برخلاف وقوع تحریف کے متعلق آپکی مذہبی کتابون مین دو ہزار سے زائد روایتین موجود ہین (ملاحظہ ہو فصل الخطاب ص۲۲۷)۔

اس عقیدہ تحریف قرآن کی بحث کو حضرت مولانا عبدالشکور صاحب مدیر النجم نے بہت تفصیل و تحقیق کے ساتھ تنبیہ الحائرین مین لکھا ہے اس رسالہ نے شیعی دنیا مین ہنگامہ قیامت برپا کر دیا اور مجتہدین شیعہ کو ایسا مبہوت کر دیا کہ آج تک باوجودیکہ بارہا چیلنج دیا جا چکا مگر کسی کو جواب لکھنے کی ہمت نہ ہوئی بجز اسکے کہ مصنف برہان مجادلہ نے مدیر النجم سے دس سوالات کئے اور وہ سوالات بھی خود ان کی محنت وکاوش کا نتیجہ نہین ہین بلکہ انھون نے معتزلہ کی کتابون سے دزدی کی ہے اسکے علاوہ ان سوالات کو تنبیہ الحائرین کے جواب سے کوئی تعلق بھی نہین ہے۔

چنانچہ آپ کا پہلا سوال بعینہ شرح مواقف ص ۹۶ ج ۸ (مطبوعہ مطبعہ سعادۃ مصر) مین بضمن اعتراضات معتزلہ مذکور ہے پھر آپ نے اسی سوال کو الٹ کر صرف تعداد بڑھانے کے لئے تیسرا سوال بنا دیا ہے حالانکہ دونون کا ماحصل ایک ہے بہرحال ان دونون سوالون کا وہی جواب ہے جو شرح مواقف مین مذکور ہے یعنی انہا تدل علے حدوث اللفظ ص ۹۹ ج ۸)

اس جواب کو سمجھنے کے لئے پہلے اسکی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اہل سنت کا مذہب کیا ہے

اور وہ کس چیز کو قدیم اور خدا کی صفت ذاتیہ مانتے ہین۔ مشکل تو یہ ہے کہ آپ ہمارا مذہب سمجھنے سے پشتر ہی اسپر اعتراض کرنے کے لیئے تیار ہو گئے۔

آپ کا دوسرا سوال بھی معتزلہ پہلے کر چکے ہین اور اہل سنت اس کا جواب یہ دے چکے ہین کہ ان الکفر اثبات ذوات قدیمۃ کا اثبات ذات واحدۃ وصفات قدماء (شرح مواقف ص۲۳) تیسرے سوال کا جواب بضمن سوال اول گزر چکا ہے چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ قائل تحریف قرآن کے کفر پر یہ آیت دلالت کرتی ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون۔ اس لیئے کہ ما انزل اللہ مین ایک چیز یہ بھی ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اور معتقد تحریف اس ما انزل اللہ کا حکم نہین کرتا لہذا وہ کافر ہے اس کے علاوہ میرے پاس اور دلائل وبراہین بھی ہین مگر ان کی تفصیل کا یہ موقع نہین ہے۔

پانچوین سوال کے جواب مین گذارش ہے کہ یہ سوال صاف نہین ہے۔ بتایئے کہ اس فقرہ ناقص ومحرف قرآن پر ایمان نا ممکن سے آپ کی کیا مراد ہے آیا یہ کہ تحریف قرآن کا قائل احکام شرع حنیف کی رو سے مومن نہین ہو سکتا بلکہ کافر ہے یا یہ کہ تحریف شدہ قرآن پر ایمان بمعنی یقین لغوی ومنطقی ممکن نہین ہے پس اگر پہلی شق مراد ہے تو جواب یہ ہے کہ ہم بیشک اسکے مدعی ہین اور اثبات مین آیت قرآنی پیش کر چکے ہین لیکن آپ سے یہ سوال ہے کہ اس صورت مین چوتھا اور پانچوان سوال ایک ہی ہے لہذا تکرار کی کیا ضرورت تھی اور اگر دوسری شق مراد ہے تو گذارش ہے کہ تحریف شدہ قرآن پر ایمان کی کیا مراد ہے التصدیق بان القران محرف یا التصدیق بان ما یوجد فی القران المحرف من عند اللہ جزماً وقطعاً پس اگر پہلی شق ہے تو ہم اسکے عدم امکان کے قائل نہین بلکہ ہم تو اسکے برخلاف اسکے وقوع کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ ہر شیعہ اس تصدیق سے بہرہ وافر رکھتا ہے۔ اور اگر دوسری شق ہے تو ہم اسکے امتناع کے بھی قائل نہین ہین کہ تصدیق لغوی و منطقی تو کواذب کے ساتھ بھی متعلق ہو جاتی ہے یہ تو زیادہ سے زیادہ شتبہ رہے گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ کی یہی مراد ہے تو بتایئے کہ آپ نے کہان سے سمجھا کہ ہم اس کے قائل ہین پہلے اسکو ثابت کیجیے پھر دلیل کا مطالبہ کیجیے۔

چھٹے اور ساتوین سوال کا جواب یہ ہے کہ جب آیت قرآنی سے مدعائے مذکور کو ہم ثابت

کر چکے تو کوئی ضرورت نہین کہ حدیث یا قول صحابی سے بھی ثابت کرین آٹھوین سوال مین آپ نے
ہم سے محرفین قرآن کی تکفیر کی فرمایش کی ہے مولانا میرا مشورہ ہے کہ آپ کے سال محرم مین امام حسین
کے بجائے اپنے فہم و عقل کا ماتم کیجئے۔

اجی حضرت جب ہم معتقد ہین کہ تحریف واقع نہین ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے تو پھر محرف قرآن نہ کوئی ہوا نہ
ہو سکتا ہے پھر تکفیر کسکی کرین یہ تو جب ہوتا کہ تحریف واقع ہوئی ہوتی اور کوئی محرف بھی ہوتا اور جب
ایسا ہوا ہوتا یا ہو سکتا تو پھر قائلین تحریف کی تکفیر کی کوئی وجہ نہ تھی اس لئے اس صورت مین تو وہ
ایک واقع شدہ چیز یا شرعاً ناممکن چیز کے قائل ہوتے یہان سے اگر آپ غور کرین گے تو معلوم ہو سکتا ہے
کہ قائلین تحریف اور محرفین کی تکفیر جمع نہین ہو سکتی ہے اسکے بعد آپ سمجھ سکتے ہین کہ آپ کا مطالبہ
جمع بین التکفیرین کتنا احمقانہ مطالبہ ہے۔ نوین سوال کا جواب یہ ہے کہ تکفیر شیعہ (قائلین تحریف
قرآن) کو ہم چوتھے سوال کے جواب مین فیصلہ آیہ کے مطابق ثابت کر چکے ہین ہان آپ سے
یہ سوال ہے کہ من لم یحکم بما انزل کی دلالت من حکم بما لم ینزل اللہ پر کونسی دلالت ہے۔

دسوین سوال کا جواب یہ ہے کہ آپ اور آپ کی جماعت حضرت مولانا مدیر النجم کی کتاب تنبیہ الحائرین
کا جواب کیون نہین دیتی۔

(اصل بحث) ناظرین کرام! اب تک ہم مولوی اعجاز حسن صاحب کی غیر متعلق باتون کا جواب
دے رہے تھے اصل بحث آیت مباہلہ کی وہ تفسیر ہے جو حضرت مولانا مدیر النجم مدظلہ نے شائع کی ہے۔
چونکہ اس تفسیر کی بنا پر آیت مباہلہ کو حضرت علی کی خلافت بلا فصل سے کوئی لگاؤ باقی نہین رہتا
اس لئے مصنف برہان مجادلہ اسکو باطل و مزخرف قرار دیتے ہین اور جوش مخالفت مین یہانتک
کہہ ڈالا ہے کہ اس تفسیر کی تائید مشاہیر اہل سنت کے اقوال سے بھی نہین ہو سکتی۔ مجھے افسوس ہے کہ
مولوی اعجاز حسن نے باوجودیکہ بہت زور لگایا لیکن وہ کسی طرح بھی اس تفسیر کا بطلان ثابت
نہین کر سکے بلکہ ان کی تحریر سے خود ان کی ہی تفسیر کا باطل اور مزخرف ہونا اور زیادہ نمایان ہو گیا ہے
اور کیون نہو تا جب کہ ان کے فہم شریف کا یہ حال ہے کہ ناشر تفسیر آیت مباہلہ نے اس کے سر ورق پر
اسکو صحیح تفسیر لکھدیا ہے آپ نے اس سے مطلب اخذ کیا کہ علمائے اہل سنت نے ابتک جتنی تفسیرین
لکھی ہین وہ سب (بزعم مدیر النجم) غلط ہین۔ سبحان اللہ! اجی حضرت اسکا وہ مطلب نہین بلکہ یہ ہے

کہ شیعون نے اس آیت کی تفسیرین لکھی ہین اور اس سے حضرت علی کی خلافت بلافصل
ثابت کی ہے وہ سب غلط ہین چنانچہ پوری عبارت سرورق کی یہ ہے سورۂ آل عمران کی آیۂ
کریمہ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم الخ کی صحیح تفسیر بیان کرکے روز روشن کی طرح دکھایا گیا
ہے کہ اس آیۂ کریمہ سے حضرت علی کی خلافت بلافصل یا ان کی افضلیت تمام صحابہ پر ثابت
کرنا قرآن شریف کی تحریف ہے۔ بہرحال اب مولوی اعجاز حسن نے تفسیر آیت پر جو خامہ فرسائی کی
ہے اسکو ملاحظہ کیجئے اور ان کی قابلیت کی داد دیجئے **مولانا** نے تفسیر آیت ومباہلہ مین مباہلہ کی
یہ صورت تحریر فرمائی ہے کہ رسول خود مع اپنی ساری جماعت کے اور لڑکون اور عورتون کے
ایک مقام مین جمع ہون اور یہ عیسائی بھی مع اپنی عورات اور لڑکون کے وہان آجائین۔

(**مجادلہ**) مولوی اعجاز حسن کہتے ہین کہ مباہلہ کی اس صورت کا انتساب خدا کی طرف باطل اور
کذب صریح ہے ورنہ اپنے مسلم کے مطابق معصوم رسول کی حدیث سے اسکا ثبوت دیجئے۔

(**دفع**) یہ عجیب بات ہے کہ جو بات صراحۃً قرآن پاک مین مذکور ہے آپ انتہائی ڈھٹائی کے
ساتھ اسکے انتساب کو خدا کی طرف باطل کہتے ہین اور اسکا ثبوت حدیث سے مانگتے ہین حالانکہ
جب قرآن مین اسکی تصریح موجود ہے تو اب حدیث کا مطالبہ ایک فضول بات ہے۔

آیت قرآنی مین لفظ انفسنا کا صریح مفہوم خود آنحضرت اور آپ کی ساری جماعت ہے۔
مولانا نے آگے چل کر اس تفسیر کی صحت کو مدلل طور پر بیان کیا ہے اور تائید بھی پیش کی ہے اور ثابت
کیا ہے کہ اگر کسی حدیث مین لفظ انفسنا کی تفسیر مذکور نہو جب بھی چونکہ قواعد عربیت کے مطابق ہے
اسلیئے تفسیر بالرائے نہین ہے۔ باقی آپکا آگے چل کر یہ فرمانا کہ مولانا مدیر النجم نے تنبیہ الحائرین مین لکھا ہے
کہ غیر معصوم کا قول وفعل قرآن کے متعلق بالاتفاق حجت نہین ہے یہ آپ کی مذہبی خصوصیات کا
مظہر ہے اور محض دروغ بے فروغ ہے۔ کیا آپ مولانا کی عبارت مین یہ لفظ قرآن کے متعلق
دکھانے کی جرأت کر سکتے ہین ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

ناظرین قرآن کے متعلق کا لفظ تنبیہ الحائرین مین نہین ہے بلکہ مولوی اعجاز حسن نے خود
پڑھ لیا ہے۔ مولانا نے تو روایات مزعومہ تحریف قرآن کے متعلق لکھا ہے ملاحظہ کیجئے) اور
(تنبیہ الحائرین صفحہ [illegible] دیکھئے)

(مجادلہ) اگر آپ نے ساری جماعت صحابہ کو رسول کا اپنے ساتھ لینا ثابت کیا تو خیر ورنہ آپ کے قول سے رسول اللہ پر عدول حکمی کا جرم عائد ہوگا۔

(دفع) اجی حضرت مباہلہ ہوا کہاں اور عیسائی مباہلہ کے لیئے آمادہ کب ہوئے جو رسول اللہ کا ساری جماعت صحابہ کو ساتھ لینا ہم ثابت کریں اور بصورت عدم اثبات معاذاللہ عدول حکمی کا الزام عائد ہو۔ ہم آگے اسی روایت سے جس کو آپ متواتر کہتے ہیں ثابت کرین گے بخران کے عیسائی پہلے دن آمادہ مباہلہ نہوئے بلکہ یہ کہا کہ کل غور کر کے اور مشورہ کر کے جواب دین گے دوسرے دن جب ملے تو مباہلہ سے صاف انکار کر دیا۔ ایسی حالت مین یہ کتنا احمقانہ مطالبہ ہے کہ رسول اللہ کا ساری جماعت صحابہ کو ساتھ لیجانا ثابت کرو۔ یہ تو جب ہو سکتا تھا کہ پہلے دن انھون نے کہا ہوتا کہ ہم مباہلہ کے لیئے تیار ہین پھر دوسرے دن آنحضور تشریف لیجاتے تو آپ کہہ سکتے تھے کہ جماعت صحابہ کو ساتھ لیجانا ثابت کیجئے۔ علاوہ برین بعض روایات سے ثابت ہے کہ باوجودیکہ عیسائی آمادہ نہوے تاہم آپ نے بعض صحابہ کرام اور ان کی اولاد کو بلا لیا تھا۔ آپ نے اس روایت پر یہ قدح کی کہ یہ ابن عساکر کا قول ہے جو غیر معصوم وخاطی ہے لہذا اسکے قول پر آپ کو عقیدہ حرام ہے صد ۲۱ مگر یہ جناب کی خوش فہمی ہے وہ ابن عساکر کا قول نہین ہے بلکہ آپ کے امام باقرؑ کا قول ہے۔ غیر معصوم کے قول پر عقیدہ رکھنے کی حرمت کا فتوی بھی جناب کی ذہانت اور علمی قابلیت کا ایک ادنی نمونہ ہے آپ نے جہان سے اسکو اخذ کیا ہے اس مقام کو ایک بار پھر پڑھیئے اور اپنے فہم کا ماتم کیجئے آگے آپ کا یہ فرمانا کہ ابن عساکر نے روایت معہودہ کو امام جعفر صادق کی طرف منسوب کیا ہے مگر یہ انتساب غلط ہے امام ممدوح کا مذہب مباہلہ کے متعلق ساری دنیا کو معلوم ہے کہ آپ کے نزدیک رسول اللہ ؐ نے ہرگز کسی صحابی کو اپنے ہمراہ نہین لیا۔ یہ بھی آپ کی ہمہ دانی کی ایک دلیل ہے ابن عساکر نے اس روایت کو امام جعفر کی طرف منسوب نہین کیا ہے بلکہ امام باقر کی جانب منسوب کیا ہے دیکھئے تفسیر آیت مباہلہ صہ مین جعفر بن محمد عن ابیہ مذکور ہے۔ اب اس انتساب کو غلط ثابت کرنے کے لیئے آپ امام باقرؑ کا صریح قول پیش کیجئے کہ رسول اللہ نے کسی صحابی کو اپنے ہمراہ نہین لیا۔

مولانا نے واقعہ مباہلہ کے ضمن مین لکھا تھا کہ رسول اللہ نے حکم خدا عیسائیون کو پہونچایا تو وہ بولے ہم مشورہ کر کے جواب دین گے۔

(مجادلہ) رسول اللہ کی حدیث میں یہ مضمون بھی نہیں ہے۔

(دفع) حیرت ہے کہ یہ چیز تو خود اس روایت میں مذکور ہے جو آپ کے زعم میں متواتر ہے پھر اس کا اس صفائی سے انکار کر دینا انتہائی جرأت ہے سنیئے آپ نے کشاف سے برہان مجادلہ صہ ۲۵ میں جو روایت نقل کی ہے اور جس کے لیئے آپ نے گیارہ کتابوں کا حوالہ دیا ہے (صہ ۲۶) اور جس کو (صہ ۳۵) میں آپ نے متواتر بھی کہا ہے اسی روایت میں ہے چنانچہ کشاف میں ہے

آپ نے اس روایت کے لیئے خازن و بغوی و جامع البیان کا بھی حوالہ دیا ہے بغوی اور خازن میں ہے فلما قرأ رسول اللہ ھذہ الایۃ علی وفد نجران و دعاھم الی المباھلۃ قالوا حتی نرجع وننظر فی امرنا ثم ناتیک غدا (صہ ۳۰۲/ ج ۱)۔

اور جامع البیان میں ہے فقالوا دعنا ننظر فاستشاروا الخ (صہ ۵۱) ننظر فی امرنا کی یہی مراد ہو سکتا ہے کہ غور کریں یا مشورہ کریں چنانچہ جامع البیان سے صاف ہو گیا کہ ان کی مراد مشورہ کرنا تھی چنانچہ جاکر مشورہ کیا۔

مولانا نے لکھا تھا کہ جب ان لوگوں نے اپنی بزرگوں سے مشورہ کیا تو وہ بولے تم کیا حماقت کرتے ہو تم کو معلوم ہو چکا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے نبی ہیں دیکھو جب کسی قوم نے کسی نبی سے مباہلہ کیا تو ان کا بوڑھا بچہ نہ بچا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم سب کے سب ہلاک ہو جاؤگے یہ سنکر ان کی ہمت پست ہو گئی اور انھوں نے مباہلہ سے قطعی انکار کر دیا اور جزیہ دینا قبول کیا۔

(مجادلہ) جو کچھ آپ نے لکھا ہے اسکو رسول کی حدیث سے مطابق کیجیئے۔

(دفع) یہ ساری باتیں اسی روایت میں مذکور ہیں جس کو آپ نے متواتر کہا ہے اور جس کے لیئے گیارہ کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ آپ نے جن کتابوں کا نام لیا ہے ان میں جامع البیان بھی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں فقالوا دعنا ننظر فاستشاروا فقال کبیرھم ما لاعن قوم نبیا فقط فبقی کبیرھم ولا بنت صغیرھم (الی قولہ) فاتوا وقالوا یا ابا القاسم قد رأینا ان لا نلاعنک و نترکک علی دینک و نرجع علی دیننا و نبذل لک الخراج اور اسی کے قریب قریب کشاف میں بھی ہے اسکی عبارت آگے آئیگی۔

مولانا نے لکھا تھا کہ یہ مختصر قصہ ہے مباہلہ کا اب بتایئے اس واقعہ میں غیر معمولی اہمیت کیا ہے

اور حضرت علی کی خلافت بلا فصل سے اس آیت یا واقعہ کو کیا تعلق ہے۔

(مجادل) خود ہی ایک فرضی قصہ لکھا اور علمائے اہل سنت نے جو واقعہ تسلیم کیا ہے اسے پردہ پوش بنایا پھر خود ہی لکھدیا کہ اس واقعہ مین غیر معمولی اہمیت کیا ہے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو نصاریٰ نجران کے مقابلہ مین فتح عظیم حاصل ہوئی مگر مدیر صاحب اس واقعہ کو معمولی سمجھتے ہین۔

(دفع) اعجاز صاحب کے اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جتنا واقعہ حضرت مولانا مدیر النجم نے لکھا ہی اس سے واقعی کوئی غیر معمولی اہمیت پیدا نہین ہوتی بلکہ اگر وہ یہ فرضی قصہ نہ لکھتے اور علمائے اہل سنت نے جس واقعہ کو تسلیم کیا ہے اسکو ظاہر کرتے تو اہمیت پیدا ہوتی لیکن ہمارے ناظرین بھولے نہ ہون گے کہ مین سطور سابقہ مین ثابت کر چکا ہون حضرت مولانا نے بالکل وہی واقعہ لکھا ہے جس کو علمائے اہل سنت نے تسلیم کیا ہے اور اپنے مصنفات مین درج کیا ہے اس کے علاوہ وہ رسول اللہ کی حدیث کے مطابق بھی ہے۔ پس اعجاز صاحب کے قول سے بھی اس واقعہ مین کوئی غیر معمولی اہمیت نہ رہی۔ رہا اعجاز صاحب کا یہ کہنا کہ مدیر النجم رسول اللہ کی فتح عظیم بمقابلہ نصاریٰ نجران کو معمولی سمجھتے ہین تو یہ ان کی عقلمندی ہے۔ مولانا اس فتح کو مطلقاً غیر اہم نہین کہتے بلکہ اسکی ایسی غیر معمولی اہمیت کے منکر ہین جو اسکو یادگار بنانے کی مقتضی ہو۔ چنانچہ مولانا نے صـ۳ مین وضاحت کے ساتھ لکھا ہے دو بڑے بڑے عظیم الشان فتوحات اسلام مین ہوے مگر ہم نے کسی کی یادگار مین کوئی عید نہین قائم کی اور یہ واقعہ مباہلہ تو کوئی ایسا بڑا واقعہ بھی نہین۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا کو اس واقعہ کی بڑائی سے انکار نہین ہان ایسا بڑا نہین کہ اسکی یادگار قائم کی جائے جبکہ اس سے بڑے بڑے واقعات مین سے کسی کی یادگار قائم نہین کی جاتی مثلاً فتح بدر و فتح مکہ۔ میری اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ اعجاز صاحب نے اس کے بعد صـ۲۳ مین جو کچھ لکھا ہے وہ سب بنا رفاسد علی الفاسد ہے۔

مولانا نے لکھا بحالت موجودہ اس واقعہ سے نبوت رسول اللہ کی دلیل ظاہر ہوئی۔ (مجادل) پھر بھی آپ اس واقعہ کی اہمیت کے منکر ہین یا ثبوت رسول خدا کی دلیل کا ظہور بھی آپ کے زعم مین اہم نہین۔

دفع مین پہلے بتا چکا ہون کہ مولانا کو واقعہ کی نفس اہمیت کا منکر کہنا نافہمی ہے۔ اور ثابت کر چکا ہون کہ مولانا اسکی ایسی غیر معمولی اہمیت کے منکر ہین جو اسکی یادگار قائم کرنے کی مقتضی ہو دلیل نبوت کا ظہور بیشک اہم لیکن سوال یہ ہے کہ اسی دلیل نبوت مین کونسی خصوصیت اور خاص اہمیت ہے کہ اس کی

یادگار قائم کی جائے اور اس سے بڑے بڑے دلائل نبوت میں سے کسی کی بھی یادگار قائم ہو۔
مولانا نے لکھا تھا۔ اور خوارج کے مقابلہ میں علی و فاطمہ اور حسنین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے
لیکن نہ آیت سے بلکہ شان نزول کی روایت سے۔
(مجادلہ) آل عبا کی فضیلت ثابت ہوئے کو صرف خوارج سے کس لیئے مخصوص کیا بلکہ یہ فضیلت
خوارج کے مقابلہ میں اور منافقین و نواصب کے مقابلہ میں بھی اور تمام صحابہ اور امہات المومنین کے
مقابلہ میں بھی ثابت ہوئی۔ یہاں آپ قائل ہو گئے کہ آل عبا کی فضیلت شان نزول کی روایت
سے ثابت ہوتی ہے اور آگے چل کر جناب امیر کی موجودگی سے انکار کیا ہے پھر یہ لکھ مارا ہے کہ آیہ مباہلہ
کو آل عبا سے تعلق بھی نہیں آپ نے بالکل غلط بات لکھی ہے کہ آیہ مباہلہ سے آل عبا کی فضیلت
ثابت نہیں ہوتی۔
(دفع) ثبوت فضیلت کو صرف خوارج سے اس لیئے مخصوص کیا کہ صرف یہی گروہ حضرت علی کیلیئے
کوئی فضیلت نہیں مانتا باقی اہل سنت اور تمام صحابہ اور امہات المومنین حضرت علی کے فضائل کے
منکر نہیں ہیں اس لیئے روایت شان نزول خوارج کے خلاف حجت ہے اور باقی لوگوں کے
خلاف نہیں بلکہ ان کے لیئے حجت ہے چنانچہ مولانا نے صدا میں اسکو صاف کر دیا ہے لکھتے ہیں
البتہ خوارج کے مقابلہ میں حضرت علی مرتضی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس میں اہل سنت کو کوئی
نزاع نہیں ہے۔
ہاں اہل سنت حضرت علی کو تمام صحابہ سے افضل نہیں مانتے لیکن آیت یا روایت افضلیت پر
کسی طرح دلالت نہیں کرتی پس تمام صحابہ کے مقابلہ میں فضیلت کیونکر ثابت ہوئی۔
رہا اعجاز صاحب کا یہ فرمانا کہ آگے چل کر جناب امیر کی موجودگی سے انکار کیا ہے۔ یہ محض افترا
ہے مولانا تو آپ کے استدلال پر قدح کرتے ہوئے یہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ کا استدلال ایک اس پر بھی
مبنی ہے کہ حضرت علی بھی بلائے گئے لیکن اکثر صحیح روایات میں اسکا ذکر نہیں ہے جس کا مطلب
یہ ہے کہ آپ اگر اپنے استدلال کو صحیح سمجھتے ہیں تو حضرت علی کی موجودگی صحیح روایتوں سے ثابت
کیجیئے۔ اس لیئے کہ اکثر صحیح روایتوں میں ان کی موجودگی کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے ان کی موجودگی مشتبہ
ہے اور جہاں مولانا ثبوت فضیلت کے قائل ہوئے ہیں وہاں ان کے پیش نظر وہ بعض روایتیں ہیں

جن مین حضرت علی کا نام آیا ہے۔ پس مولانا کے دونون کلامون کا حاصل یہ ہوا کہ اولاً حضرت علی کی موجودگی مشتبہ ہے کہ اکثر صحیح روایتون مین ان کا ذکر نہین ہے لیکن اگر ان کی موجودگی واقعی ہو جیسا کہ بعض روایتون سے پتہ چلتا ہے تو خوارج کے مقابلہ مین ان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

اعجاز صاحب: اسکا نام تضاد و تہافت نہین ہوتا معلوم ہوتا ہے آپ فن مناظرہ سے واقف نہین ہین۔ مناظرہ مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پہلے ایک بات کہی جاتی ہے پھر اس سے تنزل ہو یا ترقی کرکے دوسری بات کہی جاتی ہے اور دنیا مین کوئی عقلمند اسکو تہافت نہین کہتا اسی طرح مولانا نے یہ کہین نہین لکھا ہے کہ آیۂ مباہلہ کو آل عبا سے کوئی تعلق نہین۔ اگر آپ مدعی ہین تو عبارت پیش کیجیے۔ مولانا نے آگے جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ ابناءنا و نساءنا۔ کا مصداق صرف آل عبا نہین ہین جیسا کہ شیعہ کہتے ہین بلکہ رسول اللہ اور آپ کے متبعین ہین ان مین آل عبا بھی داخل ہین اعجاز صاحب اس پر بھی برہم ہین کہ مولانا نے یہ کیون لکھا کہ فضیلت آل عبا، آیت سے نہین بلکہ شان نزول کی روایت سے ثابت ہوتی ہے اور اس کے بعد بڑے جوش مین اگر کشاف اور تفسیر نیشاپوری کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آیت فضیلت اصحاب کساء پر دلالت کرتی ہے۔

مجھکو اعجاز صاحب کی بے مائگی پر رحم آتا ہے۔ غریب کو اتنی خبر نہین کہ کسی عبارت کی دلالت کسی معنی پر صرف اتنا کہدینے سے ثابت نہین ہوسکتی ہے کہ فلان صاحب کہتے ہین کہ یہ چیز اس پر دلالت کرتی ہے۔ بلکہ وجہ دلالت کا ذکر ضروری ہے۔ پس اگر اعجاز صاحب مین ہمت ہو تو وجہ دلالت ذکر کرین۔

مین بلا خوف تردید کہتا ہون کہ نفس الفاظ آیت کریمہ اصحاب کساء کی فضیلت پر کسی طرح دلالت نہین کرتے پس جس مفسر نے بھی آیت کو فضیلت اصحاب کساء پر دال کہا ہے۔ اسکی اسکے سوا اور کوئی مراد نہین ہوسکتی ہے کہ رعایت شان نزول کو آیت کے ساتھ ملائین تو یہ فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

اور اگر اعجاز صاحب ان مفسرین کی مراد یہ مانتے ہین کہ نفس آیت بلا ضم ضمیمہ دلالت کرتی ہے تو ہمت کرکے اپنے طرف سے یا ان مفسرین کے کلام سے وجہ دلالت نفس آیت پیش کرین۔

مولانا نے لکھا تھا شیعہ کہتے ہین کہ اس آیت سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس آیت کے نزول کے بعد رسول خدا نے حضرت علیؓ و فاطمہ اور حسنین کو مباہلہ مین شریک کرنیکے لیے اپنے ساتھ لیا اور کسی کو ساتھ نہ لیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو جو کچھ تعلق تھا وہ صرف انہین

حضرات سے تھا پھر تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ آیت مین لفظ انفسنا سے حضرت علی اور ابنائنا سے حسنین اور نسائنا سے حضرت فاطمہ مراد ہین پس معلوم ہوا کہ حضرت علی نفس رسول تھے اور ظاہر ہے کہ نفس رسول اللہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو خلیفہ بنانا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

(مجادلہ) صرف شیعہ اسکے قائل نہین بلکہ بکثرت علمائے اہل سنت نے بھی یہی لکھا ہے کہ جناب رسالتمآب نے آل عبا کے سوا اور کسی کو اپنے ہمراہ نہین لیا اسکے بعد وہی روایت کشاف سے نقل کی ہے جس کا بار بار ذکر آچکا ہے۔

(دفع) اعجاز صاحب نے یہ چالاکی کی ہے کہ کشاف کی پوری روایت ذکر نہین کی ورنہ صاف صاف عیان ہو جاتا کہ مولانا اپنے دعوی مین سچے ہین یا آپ۔ مولانا شیعون کا یہ اعتقاد ذکر کرتے ہین کہ ان کے نزدیک مباہلہ مین شرکت کے لیئے رسول صلعم نے اصحاب کساء کے علاوہ اور کسی کو ساتھ نہین لیا۔ اور آپ مدعی ہین کہ بکثرت علمائے اہل سنت بھی اسی کے قائل ہین۔ لیکن جو روایت آپنے ذکر کی ہے وہ آپ کے مدعا پر قطعاً دلالت نہین کرتی۔ اس لیئے کہ اس مین یہ کہین بھی مذکور نہین کہ آپ نے اور کسی کو ہمراہ نہین لیا اور اگر آپ مین ہمت ہو تو روایت مین یہ دکھائے ہان جو روایت آپ نے لکھی ہے اس مین اور کسی کا ذکر نہین ہے لیکن ذکر نہ ہونے سے یہ ثابت کرنا کہ جب ذکر نہین ہے تو کوئی دوسرا موجود ہی نہین تھا۔ محض غلط ہے بلکہ امام باقر کی روایت سے ثابت ہو چکا ہے کہ اور لوگ بھی آئے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس روایت کا آپ حوالہ دیتے ہین اس سے یہ ثابت کیجئے کہ جن لوگون کو آپ نے ساتھ لیا تھا ان کو مباہلہ مین شرکت کے لیئے لیا تھا مگر یاد رکھیے آپ اسکو ہرگز ثابت نہین کر سکتے اس لیئے کہ اسی روایت سے یہ ثابت ہے کہ پہلے دن نصارئ نجران نے مباہلہ کی آمادگی ظاہر نہ کی بلکہ یہ کہا کہ کل غور کر کے کچھ کہین گے چنانچہ مین اسکو آپ ہی کے حوالون سے ثابت کر چکا ہون۔ پس اس روایت سے آپ کا یہ ثابت کرنا کہ حضرت مذکورہ بالا مباہلہ مین شرکت کے لیئے ساتھ گئے تھے غلط ہے کہ جب مباہلہ کے لیئے فریق مخالف آمادہ ہی نہین ہوا تھا تو اسکی شرکت کے لیئے نکلنا کیا معنی۔ آپنے چالاکی سے روایت کا ابتدائی حصہ نقل نہین کیا ورنہ یہ ساری باتین اس سے ظاہر ہو جاتین۔ روایت کا ابتدائی حصہ یون ہے روی انھم لما دعاھم الی المباھلۃ قالوا حتی نرجع وننظر

(کشاف جـ ۳۰۷/۱۷) آگے چل کر آپ کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ آل عبا کو دیکھتے ہی نصاریٰ خوف زدہ ہو گئے اور مباہلہ سے باز رہے۔

اس لیئے کہ آپ کی روایت منقولہ کی ابتدا مین صاف مذکور ہے فلما تخالوا قالوا للعاقب وکان ذا رایھم یا عبد المسیح ما تری قال واللہ لقد عرفتم یا معشر النصاریٰ ان محمدا نبی مرسل ولقد جاءکم بالفصل من امر صاحبکم واللہ یا اھل قوم نبیا قط فعاش کبیرھم ولا نبت صغیرھم ولئن فعلتم فلک لتھلکن فان ابیتم الا الف دینکم والاقامۃ علی ما انتم علیہ فادعوا الرجل وانصرفوا الی بلادکم فاتوا (کشاف جـ ۳)۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مباہلہ سے باز رہنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کو یقین کامل تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہین اور نبی برحق سے مباہلہ کر کے وہ ہلاکت سے محفوظ نہین رہ سکتے۔ اس لیئے یہ تہیا کر لیا تھا کہ مباہلہ نہ کرین گے اور صلح کر کے واپس جائین گے اور اسی ارادہ سے حاضر خدمت ہوئے تھے۔ پس آپ کا یہ کہنا کہ آل عبا کو دیکھکر مباہلہ سے باز رہے فریب ہے بہر حال مباہلہ سے باز رہنے کی اصل وجہ وہی ہے جو ابتدائے روایت مین مذکور ہے یہ دوسری بات ہے کہ جب نصاریٰ حاضر خدمت ہوئے اور ان لوگون کو دیکھا جو حضور کے ساتھ تھے تو باز رہنے کا ارادہ اور بھی مستحکم ہو گیا۔ افسوس ہے کہ شیعون کو یہ کسی طرح کہنا اور سننا گوارا نہین کہ اہل نجران رسول اللہ کی صداقت سے مرعوب ہو کر مباہلہ سے باز رہے اور چاہتے ہین اسکو چھپا کر یہ ظاہر کیا جائے کہ آل عبا سے خوف زدہ ہو کر ایسا کیا اس سے ظاہر ہے کہ ان کے دل مین رسول اللہ کی کتنی عظمت ہے۔ اسکے بعد اعجاز صاحب نے روایت منقولہ از کشاف کے لیئے دس حوالے اور بھی پیش کیئے ہین من جملہ ان کے ایک تاریخ الخلفاء بھی ہے۔ لیکن اس کا حوالہ دینا اعجاز صاحب کی بدحواسی کا مرہون منت ہے اور اگر ان کے خیال مین یہ حوالہ صحیح ہے تو صفحہ کا حوالہ پیش کرین۔ علاوہ برین ہم نہین سمجھ سکتے کہ ان کتابون کا نام گنوانے سے ان کا کیا مقصد ہے ہم بتا چکے ہین کہ یہ روایت ہمارے خلاف نہین ہے البتہ کام کی بات یہ ہے کہ اعجاز صاحب اس روایت کی کوئی مسلسل متصل سند پیش کرین اور اسکا خیال رکھین کہ یہ تمام الفاظ اس مین مذکور ہون۔

(مجادلہ) اب ہم آیۂ مباہلہ کی شان نزول کی روایت کی توثیق مین وہ حدیث لکھتے ہین

جس کی صحت پر محدثین اہل سنت کا اتفاق ہے جو ام المومنین عائشہ رضی نے ارشاد فرمائی تھی اور اسکے بعد حدیث کساء نقل کی ہے۔

(دفع) ہم متحیر ہین کہ اس حدیث سے روایت شان نزول آیہ مباہلہ کے کس مضمون کی تائید ہوتی ہے جبکہ روایت عائشہ صدیقہ مین تو نہ مباہلہ کا کوئی ذکر ہے نہ آیت مباہلہ کا اور نہ شرکت مباہلہ کے لیے حضرات حسنین وغیرہ کے جمع کرنے کا۔ کیا صرف تفسیر آیت مباہلہ کے ضمن مین کسی مقصد کے لیئے زمخشری نے حدیث عائشہ ذکر کردی تو اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت عائشہ رض کے بیان کے مطابق آیۂ مباہلہ آل عبا کی شان مین نازل ہوئی۔ حالانکہ دوسری جگہ تصریح مذکور ہے کہ کساء کا واقعہ آیت تطہیر کے نزول کے وقت ہوا بہرحال اس روایت کو روایت شان نزول آیت مباہلہ سے کوئی دور کا علاقہ بھی نہیں ہے اعجاز صاحب اگر اسکے مدعی ہین تو روایت کے الفاظ سے اسکو ثابت کرین یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ زمخشری نے اسکو آیۂ مباہلہ کی تفسیر کے ضمن مین درج کیا ہے۔ اور جب کہ اس حدیث کو آیہ مباہلہ سے کوئی تعلق نہین تو اعجاز صاحب کا یہ کہنا کہ مدیر النجم صاحب نے آیۂ مباہلہ کے شان نزول کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے قول ام المومنین کی تکذیب ہوتی ہے" باطل محض ہے۔

(لطیفہ) اعجاز صاحب نے حضرت عائشہ کی روایت کساء نقل کرکے پہلے تو یہ لکھا کہ ام المومنین کے بیان سے یہ ثابت ہوا کہ آیت مباہلہ صرف آل عبا کی شان مین نازل ہوئی تھی کہ مباہلہ کی شرکت کے لیئے رسول اللہ نے فقط انہین حضرات کو اپنے ہمراہ لیا (ص۲۷) اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ زمخشری نے اس روایت کو اس لیئے نقل کیا ہے کہ آیت مباہلہ کے مورد آل عبا ہین لیکن ص۲۸ مین چل کر یہ لکھتے ہین کہ خدا بھلا کرے ان دونون مفسرون کا یعنی زمخشری و رازی کا کہ ان دونون نے اول فضیلت آل عباء کو ظاہر کیا پھر اس کی تائید مین ام المومنین کی وہ حدیث لکھی جو محدثین و مفسرین اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے دروغگو را حافظہ نباشد ص۲۸ کی عبارت سے یہ بالکل صاف ہوگیا کہ زمخشری نے حدیث عائشہ کو اس لیئے نقل نہین کیا ہے کہ اس کو آیت مباہلہ سے کوئی تعلق ہے یا اس سے آیت کے مورد کی کوئی تعیین ہوتی ہے بلکہ اس واسطے ذکر کیا ہے کہ آیت مباہلہ کے شان نزول سے فضیلت اصحاب کساء ثابت ہوتی تھی پس جب اہل بیت کی فضیلت کی طرف کلام منجر ہوگیا تو ایک یہ حدیث بھی اظہار فضیلت کے لیے لکھدی۔ تو اس سے یہ اخذ

کرنا کہ حدیث عایشہ کو آیت مباہلہ سے تعلق ہے اعجاز صاحب کی خوش فہمی ہے۔

(مجادلہ) اب یہ ہم ثابت کرنا چاہتے ہین کہ الفاظ آیہ مباہلہ کے معانی بھی حضرات ہین ان کے علاوہ اصحاب و ازواج مین سے کوئی بھی مراد نہین ہے نہ ہو سکتا ہے پہلی دلیل یہ ہے کہ اصحاب و ازواج مین سے کسی نے اسکا دعوی نہین کیا۔ ورنہ ان حضرات کی زبانی ان کا دعوی کرنا ثابت کیا جائے۔

(دفع) سبحان اللہ یہ عجیب دلیل ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دلیل کا معنی بھی معلوم نہین ہے۔ حضرت پہلے آپ اسکو اپنے یا ہمارے اصول تفسیر سے ثابت کیجئے کہ کسی آیت کے مصداق کے لیے اسکی بھی ضرورت ہے کہ مصداق خود دعوی کرے کہ مین اس آیت کا مصداق ہون پھر اس تعیین دعوی اور تعیین مصداق مین لزوم ثابت کیجئے اس کے بعد ہم سے اپنا مطالبہ پورا کرائے۔ اگر علمی گفتگو منظور ہے تو اسکی یہی شکل ہے۔ اور اگر صرف جاہلون کو الٹا سیدھا سمجھا کر اپنی روٹیون کی خیر منانی ہے تو آپ کو اختیار ہے۔ اگر آپ کے نزدیک تعیین مصداق کے لیئے دعوی ضروری ہے تو آپ مہربانی کرکے جس آیت کا جو مصداق ہو اس مصداق کا دعوی خود اسکی زبانی پیش کیجئے اور آیہ مبحوثہ کے متعلق بھی آل عبا کا دعوی خود اسکی زبانی ایسی روایت سے ثابت کیجئے جس پر شیعہ و سُنی دونون متفق ہون۔

(مجادلہ) دوسری دلیل یہ ہے کہ حضور خاتم الانبیا نے اپنے صحابہ اور ازواج کو ہمراہ نہ لیکر اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ ان مین سے کوئی مصداق آیت نہین۔

(دفع) اس دلیل کا جواب بار بار ہو چکا ہے مختصراً پھر لکھا جاتا ہے کہ اولاً تو یہی غلط ہے کہ اور کوئی ہمراہ نہ تھا اور اگر آپ اپنے قول پر مصر ہین تو آپ اپنے اما معصوم (امام باقر) کی تکذیب کر رہے ہین ثانیاً مباہلہ واقع نہین ہوا اس لیئے قبل از وقت کسی کو ہمراہ لینے سے یہ ثابت نہین ہو سکتا کہ وہی مصداق آیت ہے ہان اگر مباہلہ ہوتا اور کوئی ساتھ نہ ہوتا تو ممکن تھا۔

(مجادلہ) تیسری دلیل قول جابر انصاری ہے جو موقع پر حاضر تھے قال جابر انفسنا رسول اللہ وعلی ونسائنا فاطمۃ وابنائنا الحسن والحسین)۔

(دفع) اولاً جابر کی طرف اس قول کی نسبت مین کلام ہے ابن کثیر مین ہے۔ ھکذا رواہ الحاکم فی مستدرکہ۔ (الی قولہ) وقد رواہ ابوداؤد الطیالسی عن شعبۃ عن المغیرۃ عن الشعبی مرسلاً وھذا اصح :۔

ثانیاً جب حضرت جابر موقع پر حاضر تھے تو آپ نے دوسری دلیل مین یہ کیسے کہدیا کہ حضور نے اور کسی کو ہمراہ نہ لیا۔

(مجادلہ) نفس رسول ہونے کے یہ معنی نہین کہ جناب امیر بعینہ رسول اللہ تھے یا آنجناب کے حقیقۃً نفس تھے کہ یہ دونوں باتین عقلاً محال ہین۔ بلکہ آپ مجازاً نفس رسول تھے مگر وہ مجاز جو حقیقی معنی کے قریب ہوتا ہے جو حقیقۃً کی جگہ مستعمل ہوتا ہے جسے اصطلاح مین کنایہ کہتے ہین۔

(دفع) سبحان اللہ کیا تحقیقات ہین وہ مجاز جس کو اصطلاح مین کنایہ کہتے ہین آج ہی سنا ہے بالکل نئی تحقیق ہے آجتک تو تمام علماء بیان سکاکی صاحب تلخیص تفتازانی وغیرہم کنایہ کو مجاز کا قسیم کہتے آئے ہین مگر مولوی اعجاز حسن صاحب کے نزدیک کنایہ مجاز کی ایک قسم ہے سچ ہے ؎

ہم پیروی قیس نہ فرہاد کرین گے ۔۔۔ کچھ طرز جنون اور ہی ایجاد کرین گے

آگے چل کر اور ہی غضب ڈھایا ہے لکھتے ہین علامت مجاز اس جگہ علاقہ تشبیہ ہے یعنی اوصاف مخصوصہ کے علاوہ کل صفات رسول سے آپ متصف تھے " انا للہ وانا الیہ راجعون " وہ مجاز جس کو کنایہ کہتے ہین اور پھر اسی مین علاقہ تشبیہ واللہ قابلیت ختم کردی۔ جس مجاز مین علاقہ تشبیہ ہوتا ہو اسکو استعارہ کہتے ہین لہذا مطلب یہ ہوا کہ یہان استعارہ اور مجاز اور کنایہ سب جمع ہین مگر سچ تو یہ ہے کہ جناب امیر کے لیئے یہ سب کچھ کم ہی ہے سنیئے! اجناب جب مجاز ہے اور جب یہان علاقہ تشبیہ ہو تو یہ استعارہ ہوا کہ اور آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ معنی حقیقی اور مجازی دونون کا ارادہ ایک وقت ناجائز ہے لہذا لامحالہ آپ صرف رسول اللہ کو مراد لیجیے یا علی کو دوسری بات یہ ہے کہ یہان آیت مین نفس الرسول کا لفظ نہین بلکہ انفسنا کا لفظ ہے پس آپ سے سوال ہے لفظ انفسنا مین ضمیر جمع سے صرف رسول خدا مراد ہین یا اور کوئی بھی اگر اور کوئی بھی ہے تو وہ کون ہے اور اگر صرف رسول خدا ہین تو آپ کو معلوم ہے کہ انفس صیغہ جمع ہے۔ لہذا مطلب یہ ہوگا کہ بلائین ہم بہت سے نفس رسول کو پس اس سے ثابت ہوگا کہ صرف علی نفس رسول نہین بلکہ کم از کم دو اور بھی ہین۔ اور آپ کو بتانا ہوگا کہ وہ کون کون بزرگ ہین۔ اگر آپ کہین کہ حسن وحسین تو لفظ ابنائنا بیکار ہوجائے گا۔ علاوہ برین پھر صرف علی کی خلافت بلافصل ثابت نہ ہوگی بلکہ ان اصحاب ثلثہ کی تیسری بات یہ ہے کہ ارادہ مجاز کے لیئے یہان کون سا قرینہ ہے۔ آپ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ علاقہ تشبیہ کو قرینہ سمجھے ہین کہ لکھتے ہین " علامت مجاز اس جگہ علاقہ تشبیہ ہے " شاید آپ کو معلوم نہین کہ علامۃ مجاز اور چیز ہے اور علاقہ اور شے یہ بھی آپ کی

قابلیت کی دلیل ہے کہ علاقہ و علاقہ کو ایک کئے دے رہے ہین، دیکھئے روایت اسد ایومی مین۔
علاقہ مجاز تشبیہ ہے اور علامت مجاز اثبات رمی کما صرح بہ اھل البیان۔ چوتھی بات یہ ہے کہ جب
لفظ انفسنا سے مجازاً حضرت علی مراد ہون گے تو پھر اس لفظ سے حضرت رسول خدا مراد نہین ہو سکتے۔
پس وہ ساری تفسیرین غلط ہو جائین گی جن مین اس لفظ کی تفسیر مین حضور کا نام مبارک بھی لیا گیا ہے
ھذا و ھھنا مباحث اُخر دقیقة اعرضت عنها مخافة السامة علیک۔ میری تقریر بالا
سے معلوم ہوا کہ آیت مباہلہ سے حضرت علی کا نفس رسول ہونا ہرگز ثابت نہین ہو سکتا۔ پس اسکے
بعد اعجاز صاحب کا نفس رسول ہونے کا فائدہ بیان کرنا بنا رفاسد علی الفاسد ہے اسکے بعد اعجاز صاحب مے
تطویل بیجا کے طور پر تمام صحابہ رسول سے نفس نبی کے افضل ہونے کے وجوہ مسلمہ" لکھے ہین ہم نہین چاہتے تھے کہ اس
غیر متعلق بحث مین پڑین لیکن چونکہ اعجاز صاحب نے بہت زیادہ غلط بیانی سے کام لیا ہے اور محض زبردستی سے اپنے
مخترعہ وجوہ کو شیعہ و سُنی کے متفق علیہ وجوہ لکھا ہے اسلیئے ہم کو یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ فلان وجہ کا انتساب ہماری طرف
غلط ہے اور یہ کہ جو وجوہ انھون نے ظاہر کیئے ہین اگر وہ ثابت بھی ہوئے تو اُن سے حضرت علی کی افضلیت نہین
ثابت ہوتی بلکہ فی حد نفسہ فضیلت ہوتی ہے۔ ولا نزاع فیہ

مین یہان پر اعجاز صاحب کی پوری عبارت بجنسہ نقل کرتا ہون اور فٹ نوٹ مین ان کی غلط
بیانیون کو ظاہر کرتا ہون لکھتے ہین۔ نور رسول[۱] سے علی کی خلقت ہوئی۔ خانۂ کعبہ مین[۲] آپ پیدا ہوئے۔
رسول[۳] اللہ نے آپ کی تربیت فرمائی آپ کے بلوغ[۴] سے پہلے رسول اللہ مبعوث ہوئے۔ آپ کی
بلوغ[۵] کی کوئی ساعت جاہلیت مین نہین گذری۔ آپ نے کبھی بُت[۶] پرستی نہین کی۔ آپ نے کبھی

---

[۱] ہماری کتابون سے ثابت نہین۔ شاید اعجاز صاحب خلقت انا و علی من شجرة واحدة سے استناد کرتے ہون تو
استناد صحیح نہین۔ اسلیئے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس وصف مین حضرت جعفر طیار حضرت علی کے شریک ہین الناس من
اشجار شتی و خلقت انا و جعفر من شجر واحد (کنز العمال) اور حضرات شیخین کی نسبت بھی وارد ہے خلقت انا
وابو بکر و عمر من طینة واحدة (کنز العمال) [۲] ہماری کتابون سے ثابت نہین ۱۲ [۳] حضرات اسامہ کی
تربیت بھی رسول اللہ نے فرمائی ہے خود فرمایا احب اھلی الی من قد انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ اسامة
بن زید۔ شراح لکھتے ہین اے بالتربیة۔ اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث ہین ۱۲ [۴] ایسے بہت سے صحابی ہین لیکن
صرف اتنی بات کوئی فضیلت کی چیز نہین ہے ۱۲ [۵] ایسے لوگون کا شمار بھی بہت ہے ۱۲ [۶] اس لئے کہ بچہ تھے اگر بالغ
ہوتے اور نہ کرتے تب کمالات مین شمار ہوتا ورنہ ہر مسلمان جو کسی مسلمان کے گھر پیدا ہو اس فضیلت مین حصہ دار ہے ۱۲

میدان[1] جہاد سے فرار نہین کیا۔ آپ جنگ[2] مین دشمن سے کبھی مغلوب نہوئے۔ جس غزوہ[3] یا سریہ مین شریک ہوئے فتح آپ کے ہاتھ رہی۔[4] آپ بحکم[5] خدا سورہ براءۃ کی تبلیغ پر ماموراور جناب ابوبکر اس عہدہ سے معزول ہوئے۔ آپ نے بحکم رسول[6] آنجناب کے دوش مبارک پر کھڑے ہوکر خانہ کعبہ کے بتون کو توڑا۔ رسول اللہ نے یہ کام کسی صحابی سے نہین لیا۔ آپ بنص[7] رسول امیرالمومنین و امام المتقین ہین آپ بنص باب[8] مدینۃ العلم ہین۔ آپ بنص رسول اعلم الصحابہ ہین۔ آپ کے زہد[9] و ورع و خشیۃ اللہ کا پایہ اتنا بلند ہے کہ طائر خیال کی رسائی وہان تک ممکن نہین۔ آپ گناہون[10] سے محفوظ ہین آپ[11] کی شان مین آیۂ تطہیر نازل ہوئی۔ آپ کی مودت[12] بنص قرآنی ہر مسلم پر فرض ہے۔ نماز مین[13] آپ پر درود بھیجنا

سلہ اس وصف مین آپ کے بہت سے لوگ شریک ہین بلکہ جنگ احد و حنین مین حضرت طلحہ، ابوسفیان بن الحارث اور شیخین و ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہم کے کارنامے حضرت علیؓ سے بہت زیادہ نمایان ہین ۱۲ سہ ۲ و ۳ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ان دونون وصفون مین حضرت علی سے کم ممتاز نہین ہین ۱۲ سہ ۴ بالکل افترا ہے بلکہ حضرت علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ان کا تابع بنا کر بھیجا کہ ابوبکر کے حکم سے ان کی ماتحتی مین اعلان کرین۔ دیکھو بخاری سہ ۵ ہمارے نزدیک مسلم نہین کیونکہ حافظ ذہبی نے اس روایت کو منکر اور صحیح روایتون کے خلاف کہا ہے (تلخیص مستدرک) اور فی الواقع یہ روایت صحیح بخاری بلکہ حیات القلوب وغیرہ کی روایت کے بالکل خلاف ہے پھر جس روایت مین یہ ذکر ہے اس مین یہ نہین ہے کہ دوش مبارک پر کھڑے ہوکر توڑا بلکہ یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو اپنے دوش پر لیکر سقف کعبہ پر چڑھادیا اور وہین سے انھون نے بت کو گرایا پھر کود پڑے۔ صحیح روایت مین یہ ہے کہ کعبہ کو بحکم رسول خدا حضرت عمر نے بتون کی تصویرون سے پاک کیا (فتح الباری) سہ ۶ بالکل غلط ہے۔ ایک روایت مین امام البررۃ کا لفظ آیا ہے مگر وہ مصنوعی روایت ہے۔ اسکی ذہبی نے تصریح کی ہے (تلخیص مستدرک) اسی طرح امام المتقین جس مین وارد ہے وہ بھی موضوع ہے (کنز العمال) سہ ۷ روایت مختلف فیہ ہے متفق علیہ کہنا غلط ہے، علمانے اسکو موضوع تک لکھ ڈالا ہے ۱۲ سہ ۸ نص رسول پیش کیجئے اور یہ بھی یاد رکھیے کہ ایک روایت مین وارد ہے کہ معاذ بن جبل انبیا کے بعد سب اولین و آخرین سے زیادہ اعلم ہین اور یہ تو بہت مشہور روایت ہے اعلمہم بالحلال والحرام معاذ بن جبل اور معاذ بن جبل امام العلما او برتوۃ سہ ۹ یہ آپ کا خیال ہے اہل حق کا مسلک یہ ہے کہ حضرت ابوبکر ان اوصاف مین حضرت علی سے کہین زیادہ بلند ہین ۱۲ سہ ۱۰ نص متفق علیہ پیش کیجئے ۱۲ سہ ۱۱ افترا ہے قرآن پاک کا سیاق و سباق خود اس کے خلاف ہے ۱۲ سہ ۱۲ قرآن کی تحریف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقربا سے محبت رکھنا ذریعۂ سعادت ہے یہی ہمارا قول و فعل ہے لیکن الا المودۃ فی القربیٰ کا یہ مطلب قرار دینا تحریف و توہین رسول ہے ۱۲ سہ ۱۳ آل کے معنے اتباع کے ہین لہذا رسول اللہ کے تمام متبعین پر درود بھیجنا رسول اللہ کی سنت ہے حضرت علی کی تخصیص تحکم ہے۔ اس کے علاوہ نماز مین ہر بندۂ صالح پر سلام بھیجنا رسول اللہ کی سنت ہے بلکہ خود خدائے عزوجل اور اس کے ملائکہ مومنین پر صلوۃ بھیجتے ہین ھو الذی یصلی علیکم و ملائکتہ الآیۃ

رسول اللہ کی سنت ہے۔ آپ[۱] سے عداوت خدا اور رسول سے عداوت ہے آپ[۲] سے لڑنا خدا و رسول سے لڑنا ہے۔ آپ[۳] سے محبت خدا اور رسول سے محبت ہے۔ آپ[۴] کی شان میں گستاخی بنص کفر ہے آپ کا محب بنص رسول جنتی ہے آپ[۵] کا مبغض بنص رسول ناری ہے بنص رسول[۶] آپ کتاب اللہ کے ساتھ ہیں بنص رسول[۷] آپ حق کے اور حق آپ کا ساتھی ہے بنص رسول[۸] آپ ساری

[۱] بیشک لیکن اس وصف میں سب صحابہ شریک ہیں من ابغضھم فببغضی ابغضھم (ترمذی) اور انصار کی نسبت ارشاد ہے من ابغضھم ابغضہ اللہ (بخاری) [۲] صحیح ہے لیکن اس میں ہر ولی مومن شریک ہے من عادی ولیا فقد اذنبنی بالحرب [۳] بلاشبہ لیکن سب ادنیٰ و اعلیٰ صحابی اس میں شریک ہیں من احبھم فبحبی احبھم (ترمذی) اور انصار کی نسبت فرمایا من احبھم احبہ اللہ (بخاری) [۴] نص خاص پیش کیجئے اور ان احادیث طیبہ کو بھی پیش نظر رکھیے من اساء القول فی اصحابی کان مخالفا لسنتی وماواہ النار وبئس المصیر (کنز العمال) من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ الخ نیز صحابہ کی شان میں گستاخی کرنے والا منافق ہے (کنز العمال) نیز حضرات شیخین کی نسبت ارشاد ہے من ارادھما بسوء فانما یریدنی والاسلام (کنز العمال) اور ظاہر ہے کہ رسول کی شان میں گستاخی بالاتفاق کفر ہے اور خود آپ کے مذہب کی کتاب جامع الاخبار میں ہے من سب اصحابی فقد کفر [۵] حضرت ابوبکر و عمر کی محبت بھی لا الہ الا اللہ کہنے کے برابر ہے انی لا رجو لامتی فی حبھم لابی بکر و عمر ما ارجو بھم فی قول لا الہ الا اللہ (تاریخ الخلفاء) نیز حضرت علی سے فرمایا احبھما تدخل الجنۃ اور حدیث میں یہ بھی وارد ہے من تمسک بالسنۃ دخل الجنۃ قالت عائشۃ وما السنۃ قال حب ابیک وصاحبہ عمر (کنز العمال) [۶] حضرت شیخین کی نسبت وارد ہے بغضھما کفر (تاریخ الخلفاء) نیز تمام صحابہ کا مبغض ناری ہے، ارشاد فرمایا یجمع الناس غدا فی المرتفع ثم یلتقط قذفۃ اصحابی ومبغضوھم فیحشرون الی النار (کنز العمال) نیز بغض انصار کو بھی کفر فرمایا (کنز العمال) [۷، ۸] حضرت عمرؓ کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے بعد حق و صداقت عمر کے ساتھ ہے جدھر وہ ہوں اسی طرف حق بھی ہے (کنز العمال) ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ۔ (ابن ماجہ) آپ نے صفحہ ۔۔۔ سے صفحہ ۔۔۔ تک بڑے شد و مد سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ افضل کو مفضول کی طرف مضاف کرنے سے مضاف کے لیے کوئی شرف یا فضیلت حاصل نہیں ہوتی لیکن اگر اس کا عکس ہو تو یقیناً مضاف کو فضیلت عظمیٰ (مثلاً معصومیت خلافت) حاصل ہوتی ہے۔ پس چونکہ یہاں مولیٰ (علی) کی اضافت مومنین کی طرف ہے اس لیے آپ کے قاعدے سے حضرت علی کو اس اضافت کی وجہ سے کوئی شرف حاصل نہیں ہو سکتا جیسا کہ رب العالمین میں آپ نے تقریر کی ہے۔ اور اس کے برخلاف حدیث صحیح میں حضرت زید بن حارثہ کو رسول اللہ نے انت اخونا ومولانا فرمایا ہے اور مولیٰ (زید) کی اضافت اپنی ذات گرامی کی طرف فرمائی ہے پس بلاشبہ یہ اضافت حضرت زید کے لیے حصول فضیلت عظمیٰ کا سبب ہوگی۔ پس آپ ہی کے اصول سے دوسرا مولیٰ پہلے مولیٰ سے افضل و اشرف ہوگا۔

امت کے مولا ہین بنص رسولؐ آپ آنحضرت کے وصی ہین۔ بنصؐ آپ کی زوجہ زنان دوعالم کی سردار ہین بنص رسولؐ آپ کے فرزند جوانان اہل بہشت کے سردار ہین۔ بنص رسولؐ آپ بروز قیامت ساقی کوثر اور حامل لوائے حمد ہون گے بنص رسولؐ آنجناب کی نسل آپ کی اولاد سے جاری ہوئی۔ آپ شہیدؐ راہ خدا ہین۔

ناظرین کرام! آپ نے دیکھا کہ اعجاز صاحب نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ حضرت علی کی افضلیت کے مسلمہ وجوہ پیش کرین گے۔ لیکن ان مین کی اکثر وجہین تو اہل سنت کے نزدیک مسلم ہی نہین ہین لہذا ان کو مسلمہ طرفین کہنا فریب ہے۔ اور جو وجہین مسلم ہین ان سے حضرت علی کی افضلیت نہین بلکہ صرف فضیلت ثابت ہوتی ہے اور نزاع افضلیت مین ہے فضیلت مین نہین ہے آپ نے یہ بھی دیکھ لیا کہ جو وجوہ کیئے گئے ہین ان مین سے اکثر مین دوسرے صحابہ شریک ہین۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر اعجاز صاحب کی ذکر کی ہوئی تمام وجہین بلاشرکت غیرے حضرت علی کی نسبت ثابت بھی ہوتین تو بھی فضیلت جزئیہ بہ نسبت دیگر صحابہ ان کو حاصل ہوتی جو اہل سنت کے مسلک کے مخالف نہین ہوسکتی۔

آپ نے یہ بھی دیکھا کہ اعجاز صاحب نے افضلیت علی ثابت کرنے کے لیئے بڑا زور صرف کیا لیکن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صریح حدیث ان کی افضلیت کی بابت نہین پیش کرسکے۔ برخلاف اس کے اہل سنت کثرہم اللہ سوادہم نے اپنے دعوے افضلیت ابوبکر کی بنیاد حضرت ۵۰

۵۱ بالکل غلط ہے۔ کوئی اہل سنت اسکو نہین مانتا۔ خود صحیح بخاری مین ان کے وصی ہونے کی نفی موجود ہے ۱۲

آسیہ بنت مزاحم کو بھی تو حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے (حیات القلوب) تو کیا ان کے شوہر کو بھی آپ تمام صحابہ حتی کہ سلمان و مقداد وغیرہما رضی اللہ عنہم سے افضل کہین گے (معاذ اللہ) ۵۳ بیشک لیکن ابو سفیان بن الحارث بھی اس فضیلت مین حسنین رضی اللہ عنہما کے شریک ہین سید فتیان اھل الجنۃ ابو سفیان بن الحارث (مستدرک، دکنز العمال) ۵۲ اور ان دونون کی تصحیح نقل کیجئے

۵۶ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ سے بڑھکر شہید راہ خدا ہین کہ ارشاد ہے سید الشہداء حمزہ اور حضرت عمر و عثمان بھی بنص رسول شہید ہین (بخاری)

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح صریح پر رکھی ہے۔حضرت ابوا. اور حضرت جابر وغیرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی یعنی بجز انبیاء کے اور کسی کو ایسے شخص پر جو ابو بکر سے افضل ہو آفتاب نے طلوع وغروب نہیں کیا۔حضرت سلمہ بن الاکو نے آنحضرت کا ارشاد نقل کیا ابو بکر الصدیق خیر الناس الا ان یکون نبی یعنے ابو بکر صدیق انبیاء کے علاوہ اور سب سے بہتر ہیں حضرت سعد بن زرارہ نے مرفوعاً روایت کیا کہ ان روح القدس جبریل اخبرنی ان خیر امتك بعدك ابو بکر (تاریخ الخلفاء وغیرہ) اسی طرح اہل سنت کا دعوی حضرت علی کی متواتر حدیث سے بھی ثابت ہے الا ان افضل ھذہ الامة بعد نبیھا ابو بکر کہ خبردار با تحقیق رسول خدا کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل ابو بکر ہیں اور اس کے بعد یہ بھی فرماتے تھے کہ جو کوئی مجھکو ابو بکر وعمر سے بڑھائے گا اس پر حد قذف جاری کروں گا یعنی اسی کوڑے لگواؤں گا موقع نہیں ورنہ میں ابو بکر وعمر کے مخصوص فضائل کی ایک فہرست پیش کرتا۔ جس میں ان حضرات کا کوئی مساہم نہیں ہے اعجاز صاحب چاہیں تو کم از کم تاریخ الخلفاء کنز العمال مستدرک وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

(مجادلہ) آیت مباہلہ سے خلافت نفس نبی کا ثبوت ،،سنت اللہ یہ تھی کہ اللہ تعالی اپنے نبی کا خلیفہ خود بناتا تھا اور اسی کو بناتا تھا جو اپنے اہل زمانہ میں سب سے افضل ہوتا تھا اور آیہ ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے خلافت کے بارے میں اپنی سنت نہیں بدلی پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ نے اپنا خلیفہ اللہ کے حکم سے خود بنایا تھا اور افضل الناس کو بنایا۔اپنے نفس کو بنایا تھا۔رسول اللہ کے نزدیک حضرت علی سے افضل کوئی صحابی نہ تھا پس رسول اللہ کو ہرگز جائز نہ تھا کہ آپ علی کے سوا اور کسی کو خلیفہ بناتے۔

(دفع) سبحان اللہ کیا دلیل ہے قربان جایئے آپ کی منطق دانی کے۔اور اصول مناظرہ سے آپ کی واقفیت کے۔اجی حضرت آپ کی اس دلیل میں چند دعوے ہیں پہلے ان کو ثابت کیجئے۔(۱) سنت اللہ یہ ہے کہ اپنے نبی کا خلیفہ وہ خود بناتا ہے (۲) اور افضل اہل زمانہ کو بناتا ہے آپ نے جس طرح عدم تبدیل سنت کے ثبوت میں آیہ پیش کی ہے اسی طرح ان دونوں

دعوون کے ثبوت مین بھی آیت یا حدیث متواتر پیش کیجیے۔ پھر آپنے دعوی کیا ہے (۳) رسول اللہ
کے نزدیک علی سے افضل کوئی صحابی نہ تھا۔ اس کا کیا ثبوت ہے آپ کی اس مناظرہ دانی
کی داد بھی ہم نہین دے سکتے کہ خود تو نفس نبی کی خلافت کا ثبوت دے رہے ہین اور مولانا
مدیر النجم سے مطالبہ کر رہے ہین کہ آپ اگر ہمارے صغری کبری کو قبول نہین کرتے تو اسکے خلاف کا
ثبوت دیجیے۔ مولوی صاحب معاف کیجیے گا آپ وعظ کہا کیجیے۔ علمی میدان دوسرون کے لیئے
چھوڑیئے۔ ایاز قدر خود بشناس۔

یہ بھی ایک عجیب لطیفہ ہے کہ سرخی یہ لکھی ہے کہ آیۂ مباہلہ سے خلافت نفس نبی کا ثبوت"
اور استدلال مین کہین آیۂ مباہلہ کا ذکر تک نہ آیا اور نہ اسکا کوئی لفظ پیش کیا گیا۔ مگر آپ کو اس سے
کیا سروکار جانتے ہین کہ شیعون کو اسپر تنبہ نہین ہو سکتا اور وہ بے چون وچرا تسلیم کرلین گے۔
اچھا مولوی صاحب آئیے ہم آپ کے سب مقدمات تسلیم کیئے لیتے ہین اور مانتے ہین کہ
خدا کی سنت یہی ہے کہ وہ اپنے نبی کا خلیفہ خود بناتا ہے اور اس زمانہ کے افضل ہی کو منتخب
کرتا ہے اور اللہ کی یہ سنت کبھی نہین بدلی لہٰذا ضرور رسول خدا نے بحکم خدا اپنا خلیفہ افضل الناس
کو بنایا۔ اب آیئے دیکھین کہ آپ نے اپنا خلیفہ کسکو بنایا۔ عن ابن عباس قال جاءت امرأۃ
الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم تسألہ شیئا فقال لہا تعودین فقالت یا رسول اللہ
ان عدت فلم اجدک تعرض بالموت فقال ان جئت فلم تجدینی فأتی ابابکر فانہ
الخلیفۃ من بعدی۔ (تاریخ الخلفاء بحوالہ ابن عساکر)

اور اس روایت کی تائید جبیر بن مطعم کی متفق علیہ حدیث اور انس کی حدیث سے بھی ہوتی
ہے اور مسلم کی روایت مین ہے کہ آنحضرت نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اپنے والد اور بھائی کو
بلاؤ مین ایک تحریر لکھدون اس لیئے کہ اندیشہ ہے کہ کوئی آرزومند خلافت ہوس کرے اور کہے کہ مین
زیادہ مستحق ہون پھر فرمایا رہنے دو (یہ ہو ہی نہین سکتا کہ دوسرا خلیفہ ہو سکے) اللہ اور سارے مسلمان
ابوبکر کے سوا کسی کو نہ مانین گے۔ پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خدا اپنا خلیفہ ابوبکر
کو بنایا اور ابوبکر ہی افضل الناس تھے کہ معاذ اللہ یہ کیسے ہو سکتا کہ رسول اللہ خدا کی سنت کو
بدلین اور مفضول کو خلیفہ بنائین پس مولوی اعجاز حسن صاحب کی اصطلاح مین آیۂ مباہلہ سے

حضرت ابوبکر کی خلافت ثابت ہو گئی ہان مولوی صاحب جب اسکا ثبوت دیجیئے گا کہ سنت اللہ یہ ہے کہ وہ اپنے نبی کا خلیفہ خود مقرر کرتا ہے تو ذرا اسکو بھی صاف کر دیجیئے گا کہ کس طرح مقرر کرتا ہے آیا کتاب آسمانی مین اسکا نام لیکر تصریح کرتا ہے کہ میرے نبی کے بعد یہ خلیفہ ہے یا اپنے نبی کو اسی کتاب مین حکم دیتا ہے کہ فلان شخص کو اپنا خلیفہ غیر مشتبہ لفظون مین بناؤ یا کسی وحی مخفی کے ذریعہ اپنے نبی کے دل میں القاء کرتا ہے کہ اسکو خلیفہ کر کے جاؤ یا کیا صورت ہوتی ہے اسکے متعلق کیا سنت اللہ ہے اور اسکا ثبوت بھی کتاب اللہ یا حدیث متواتر سے پیش کیجیئے

مولانا نے لکھا تھا شیعہ کہتے ہین نفس رسول ہونا ایک ایسی فضیلت ہے جو حضرت علی کے سوا اور کسی کو حاصل نہین اسیر مجادل نے لکھا بیشک "لیکن اعجاز صاحب ہماری وہ تقریر جو ہم نے نفس رسول کی بحث مین پیش کی ہے پڑھین گے تو دوبارہ "بیشک" کہنے کی جرأت نکرینگے اس لیئے کہ نص قرآن سے کم از کم تین اشخاص کا نفس رسول ہونا ثابت ہوگا اس لیئے کہ لفظ

مولانا نے لکھا تھا بعض شیعہ اس آیت سے حضرت علی کا انبیاے سابقین سے افضل ہونا ثابت کرتے ہین مجادل صاحب فرماتے ہین ہمت ہے تو ان کے استدلال کا جواب دیجیئے۔ جواب تو بہت سہل ہے اور ایسا کہ آپ بھی سمجھ جائین۔ وہ یہ کہ اگر حضرت علی کا نفس رسول ہونا ثابت بھی ہو تو زیادہ سے مجازاً نفس رسول ہین یعنی نقلی نفس رسول۔ اور انبیائے سابقین حقیقۃً نفس رسول ہین یعنی اصلی ظاہر ہے کہ نقلی چیز ہمیشہ اصلی سے کمتر ہوتی ہے پس علی نقلی نفس رسول ہو کر اصلی نفس رسول سے کیونکر افضل ہو سکتے ہین۔

مولانا نے لکھا تھا اہل سنت کہتے ہین کہ اس سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل کیسی مطلق خلافت بھی ثابت نہین ہوتی اور نہ حضرت علی کا تمام صحابہ سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(مجادل) آپ کے زعم مین ثابت نہین ورنہ واقع مین تو ثابت ہے اسکے علاوہ توریت وغیرہ سے جناب خاتم الانبیا کی نبوت ثابت ہے مگر یہود و نصاریٰ انکار کرتے ہین تو بتائے کہ آپ ان لوگون کا انکار تسلیم کرین گے ہرگز نہین پھر ہم آپ کا انکار کیسے مان سکتے ہین اسی طرح دوسری بات بھی بالکل غلط ہے بلکہ حضرت علی بنص رسول تمام صحابہ سے افضل تھے اور وجوہ افضلیت ہم بیان کر چکے ہین۔

(دفع) آیہ مباہلہ سے خلافت علی کا جو ثبوت آپنے پیش کیا ہے اسکی قلعی اچھی طرح کھل چکی ہے لیکن معاندین سے قبول حق کی توقع بے سود ہے دیکھیے یہود و نصاریٰ اپنے جن عقائد باطلہ کو توریت وانجیل سے ثابت کرتے ہین۔ ان کی نسبت اہل اسلام نے ثابت کردیا کہ توریت و انجیل کو ان عقائد سے کوئی تعلق نہین لیکن کتنے ہین جو اپنی ہٹ دھرمی سے باز آئے پس جسطرح یہود و نصاریٰ نے اپنی ضد نہ چھوڑی اسی طرح آپ بھی نہ مانین تو ہمارا کوئی نقصان نہین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ دوسری بات کی تغلیط بھی آپ کی نافہمی کی دلیل ہے آپنے جو وجوہ لکھے ہین ان کی حقیقت منکشف ہو چکی ہے اور ثابت ہو چکا ہے کہ ایک بھی افضلیت کی دلیل نہین ہے۔ علاوہ برین مولانا نے آیت سے ثبوت افضلیت علی کا انکار کیا ہے اسکے جواب مین یہ کہنا کہ نص رسول سے علی کی افضلیت ثابت ہے۔ سوال از آسمان وجواب از ریسمان کا مصداق ہے۔

مولانا نے لکھا تھا جو استدلال شیعون نے پیش کیا ہے اس مین پہلی خرابی یہ ہے کہ استدلال شیعہ کی بنیاد آیت قرآنی پر نہین ہے بلکہ ایسی روایت پر ہے جو حد تواتر کو نہین پہونچی ہے کیونکہ حضرت علی وغیرہ کو ساتھ لینے کا مضمون روایت ہی مین ہے۔

(مجادلہ) ہمارے استدلال کی بنیاد آیت پر بھی ہے کہ علامہ زمخشری ونیشاپوری کی گواہی اپنے دعوی کے ثبوت مین پیش کرچکے ہین اور شان نزول کی روایت پر بھی۔ آپ کا یہ ارشاد کہ روایت حد تواتر کو نہین پہونچی بالکل غلط ہے اسلئے کہ ہمارے استدلال کا تعلق اس روایت سے ہے جس کو آپ کے بکثرت محدثین ومفسرین نے تسلیم کیا ہے۔ حضرت اُم المومنین کی حدیث متفق علیہ اسکی تائید کرتی ہے اس سے بڑھکر اور کیا تواتر ہوگا۔

(دفع) اسکو کہتے ہین سوال از آسمان وجواب از ریسمان۔ مولوی صاحب۔ زمخشری ونیشاپوری کی گواہی آپ نے اپنے کس دعوی پر پیش کی ہے اور زمخشری وغیرہ نے کیا کہا ہے اُنھون نے آپ ہی کے بیان کے مطابق صرف اتنا کہا ہے کہ آیت سے اصحاب کساء کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ پڑھیے اپنی کتاب کا صفحہ ۲۲) پس اگر اتنی بات سے کہ جس کی فضیلت آیہ مباہلہ سے ثابت ہو جائے وہ خلیفہ بلا فصل ہے تو علی کی کیا خصوصیت حسن وحسین وفاطمہ بھی خلیفہ بلا فصل ہین۔ نیز خود

یہی محل کلام ہے کہ آیت سے ان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیساکہ مین لکھ چکا ہون۔

ہان شان نزول کی روایت پر بیشک آپ کی بنیاد ہے لیکن اسکے تواتر کا دعوی حد درجہ مضحکہ خیز ہے آپ کا یہ کہنا کہ اسکو اہل سنت کے بکثرت محدثین نے تسلیم کیا ہے بالکل غلط ہے آپ نے ایک محدث کا نام بھی نہین لکھا ہے نہ فن حدیث کی ایک کتاب کا حوالہ دیا ہے ہان کتب تفسیر کا حوالہ ضرور ہے لیکن روایات کے باب مین محدثین کے قول پر اعتماد ہے نہ مفسرین کے، علاوہ برین ایک حدیث کا چند کتابون مین مذکور ہو جانا اسکے تواتر کے لیے کافی نہین جبتک ابتدائے اسناد سے اسکے رواۃ اتنے کثیر نہون جنکا اتفاق کذب پر عادۃً محال ہو۔ معلوم ہوتا ہے آپ کو تواتر کی تعریف بھی معلوم نہین۔ تواتر تو بڑی چیز ہے اس روایت کا اتصال وصحت ہی ثابت کرنا آپ کے بس کی بات نہین۔ اگر ہمت ہو تو جو روایت آپنے کشاف سے نقل کی ہے اسکی ایسی سند پیش کیجئے جس مین راوی اخیر سے لیکر واقعہ کے مشاہدہ کرنے والے تک کہین انقطاع نہو اور کوئی راوی ایسا مجروح یا مجہول نہو جس کی روایت باصول محدثین مردود ہو۔ پھر ابتدا سے انتہا تک ہر دور مین رواۃ کی اتنی کثرت ثابت کیجئے جن کا اتفاق غلط بیانی پر عادۃً محال ہو۔ اسکے بعد تواتر کا دعوی کیجئے۔ آپنے تو ابھی یہ بھی نہین بتایا کہ کشاف والی روایت کس کا مشاہدہ ہے۔ حدیث عائشہ کی تائید کا ذکر بھی اس سلسلہ مین بالکل بے سود ہے مین ذکر کر چکا ہون کہ حدیث عائشہ کو آیۂ مباہلہ یا روایت مباہلہ سے کوئی تعلق نہین ہے۔

مولانا نے لکھا تھا "دوسری خرابی یہ ہے کہ حضرت فاطمہ اور حسنین کو بلانا تو بلا اختلاف صحیح روایت مین ہے مگر حضرت علی کو بلانا اکثر صحیح روایات مین نہین ہے"۔

(مجادلہ) اکثریت کا دعوی بالکل بے بنیاد ہے پھر ان کی صحت کا دعوی بناء فاسد علی الفاسد ہے۔

(دفع) اکثریت کا دعوی کیون بے بنیاد ہے آپ ہی بتایئے کتنی روایتون مین علی کا نام آیا ہے اور کتنے مین نہین آیا ہے۔ اسی طرح حدیث کی صحت آپ کو مسلم نہین تو اسکے رواۃ پر جرح پیش کیجئے۔

مولانا نے لکھا تھا "جریر نے مغیرہ سے پوچھا کہ لوگ نجران کے قصہ مین روایت کرتے ہین کہ حضرت علی بھی آنحضرت کے ہمراہ تھے"۔

(مجادلہ) یہ روایت کرنے والے مسلمان تھے یا کافر اگر مسلمان تھے تو ان کی روایت کے مقابلہ

مین قول شعبی غلط اور مہمل ہے۔
(دفع) بہت ممکن ہے یہ لوگ شیعہ رہے ہون اس لئے جریر نے کہا ہو کہ شیعون کا اعتبار کیا وہ تو یون ہی بے سروپا باتین کہتے رہتے ہین اس لیے تحقیق کرنی چاہیئے کہ کوئی غیر شیعہ آدمی بھی روایت کرتا ہے یا نہین۔

(مولانا نے لکھا تھا وہ بولے شعبی نے علی کا ذکر نہین کیا")
(مجادلہ) بتائیے شعبی سچا ہے یا آپ کی صدیقہ جو موقع پر موجود تھین مگر شعبی اس وقت اپنے باپ کے دماغ مین بھی نہین تھا۔
(دفع) حضرت صدیقہ کا نام آپ بے کار لیتے ہین اُنھون نے کب کہا ہے کہ علی واقعہ مباہلہ مین حضور کے ساتھ تھے ہمت ہو تو آپ یا آپ کی ساری جماعت اسکو حضرت صدیقہ کی حدیث کے الفاظ سے ثابت کرے۔

(مولانا نے لکھا تھا پھر اسی تفسیر مین قتادہ سے ایک روایت منقول ہے جس مین علی کا ذکر نہین ہے")
(مجادلہ) کیا یہ قتادہ وہی بزرگ ہین جنھون نے حضور خاتم الانبیاء پر تہمت لگائی تھی کہ نماز مین سورہ والنجم کی تلاوت کرتے وقت رسول اللہ کی زبان مقدس پر بتون کی مدح مین شیطان نے یہ کلمہ جاری کرایا تھا۔ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی۔
(دفع) مولوی صاحب قتادہ کا یہ بیان نہین ہے بلکہ کلبی کا بیان ہے جو شیعون کے فرقہ سبائیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ قتادہ بیچارہ نے تو اپنے فہم کے مطابق اسکے بیان کی توجیہ کی تاکہ وہ الزام سے بچ جائے دیکھو تفسیر طبری مین صاف مذکور ہے کہ قتادہ نے اس روایت کی توجیہ کی ہے! اور اگر اُنھون نے روایت بھی کی ہو تو ان پر الزام بہتان طرازی ایک بیہودہ بات ہے جبکہ وہ بیان کرتے ہون کہ مین نے فلان سے سُنا ہے مولوی صاحب آپ مین یہ بڑا عیب ہے کہ آپ ائمہ علم پر بے باکانہ حملے کرتے ہین اور چھوٹا مُنھ بڑی بات کے مصداق بنتے ہین۔ اگر ہم بھی آپ کے ائمہ علم پر اسی آزادی کے ساتھ گفتگو کرین تو آپ ہر کس وناکس کے آگے روتے پھرین گے تو پھر آپ ہمارے ائمہ علم پر کیون اس طرح حملے کرتے ہین۔ قرآنی تعلیم کا اگر ایک ذرہ برابر بھی آپ کو احترام ہوتا تو مین بتاتا کہ قرآن یہ تعلیم دیتا ہے من یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بھتانا واثما مبینا

بہر حال قتادہ کا دامن اس الزام سے یکسر پاک ہے۔

مولانا نے لکھا تھا "تیسری خرابی یہ ہے کہ روایت سے اگر ثابت ہوتا ہے تو صرف اتنا کہ آنحضرت نے ان حضرات کو بلایا تھا"

(مجادلہ) آپ نے اسوقت تک کوئی روایت نہین لکھی ہے جس سے نفس نبی کا بلایا جانا ثابت ہو

(دفع) در دریغ گویم بر ردے تو۔ مولانا ابن عساکر کی روایت صہ مین لکھ چکے ہین جس مین علی کا ذکر ہے۔ اتنا سفید جھوٹ نہ بولیئے۔ اسکے بعد آپ کا یہ فرمانا بھی کہ آپ تو حضرت علی کی موجودگی مباہلہ کے منکر ہین بالکل غلط ہے مولانا تو یہ فرماتے ہین کہ حضرت علی کا ذکر اکثر صحیح روایتون مین نہین ہے اور اسکو آپ خود مولانا حوالہ سے نقل کر چکے ہین مگر دروغ گورا حافظہ نباشد۔

مولانا نے لکھا تھا "یہ قول کہ انفسنا سے حضرت علی اور فلان لفظ سے فلان مراد ہے روایت مین نہین ہے ان الفاظ کی مراد جس شخص نے بیان کی ہے اپنی رائے سے بیان کی ہے حدیث کی طرف منسوب کرنا یا رسول اللہ سے منقول کہنا کذب وبہتان ہے"

(مجادلہ) الفاظ آیت کے جو معانی تھے ان ہی کو رسول اللہ نے بلایا تھا ورنہ آپ کے مقصوبہ کے لحاظ سے رسول اللہ پر دو جرم عظیم قائم ہون گے اول فعل عبث دوم غلط فہمی ......
رسول اللہ نے حکم الٰہی کے امتثال کے لیے مباہلہ مین شریک ہونے کے واسطے جن حضرات کو بلایا تھا وہی حضرات آپ کی حدیث فعلی سے آیت کے معانی مقصودہ قرار پا گئے۔

(دفع) مولوی صاحب آپ بھی عجیب مخلوق ہین کوئی سیدھی بات بھی آپ کے ذہن مین نہین آتی سمجھ مین نہین آتا آپ نے کیا پڑھا پڑھایا ہے۔ اجی حضرت آپ نے تفسیر آیت مباہلہ کا جواب لکھ ڈالا اور اب تک خبر نہین کہ آیت مباہلہ مین حضرت رسول خدا کو اللہ نے کیا حکم دیا ہے۔ خیر آپ معذور ہین سنیئے اللہ تعالے نے آیت مباہلہ مین اپنے رسول کو اس حکم کی تنصیص نہین کی کہ وہ اپنے انفس اور ابناء ونساء کو بلائین" بلکہ اس حکم کی تنصیص کی ہے کہ اہل کتاب سے کہیئے کہ آؤ ہم اور تم اپنے انفس وابناء ونساء کو بلائین پھر بعاجزی دعا کرین" آیہ کریمہ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل الآیۃ ترجمہ لفظی کسی ترجمہ مین ملاحظہ کیجیئے پس جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب سے مذکورہ بالا بات

کہدی امتثال امر الٰہی ہوگیا۔ ہاں آیت سے اشارۃً یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جب یہ حکم آپ سنا لیں اور
وہ آمادہ ہو جائیں تو آپ اپنے انفس و ابناء و نساء کو بلائیے لیکن اس کا موقع ہی نہیں آیا اسلیئے
کہ اہل کتاب آمادہ نہ ہوئے پس میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کی عبارت منقولۂ بالا میں امتثال
حکم الٰہی سے حکم ثابت بالنص مراد ہے یا ثابت بالاشارہ اگر اول ہے تو ثابت کیجئے کیا وجہ ہے کہ
اگر رسول اللہ حضرات مذکورین کو نہ بلاتے تو امتثال حکم نہ ہوتا باوجودیکہ اس میں تو آپ صرف کہنے
کے مامور ہیں۔ اور اگر دوسرا مراد ہے تو ثابت کیجئے کہ نصاری آمادۂ مباہلہ ہوئے اور وقت آیا
تب آنحضرت نے ان حضرات کو بلایا۔

پس جب کہ امتثال امر الٰہی میں حضرات مذکورہ کے بلانے کو کوئی دخل نہ تھا تو سید الانبیاء پر
(معاذ اللہ) غلط فہمی کا جو الزام آپ نے قائم کیا تھا وہ خود آپ کی پیشانی کے لیئے کلنگ کا ٹیکہ بن گیا۔
اب رہا یہ کہ جب مباہلہ کا وقت ہی نہیں آیا تھا تو آنحضرت نے حضرات مذکورین کو ساتھ کیوں
لیا تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ مولانا نے اسکی وجہ صـ۱ ہی میں لفظ نساءنا کی بحث کے ماتحت
ذکر کردی ہے اور اگر بالفرض اسکی وجہ ذکر نہ کی گئی ہو تو بھی آنحضرت پر الزام ارتکاب عبث عائد نہیں
ہو سکتا تھا کہ آنحضرت کے کسی فعل کی حکمت امتیوں کے فہم میں نہ آئے تو ساری امت کو قصور فہم
وجہل کا الزام دینا سہل ہے لیکن اسکی جرأت نہیں کی جاسکتی کہ رسول کے فعل کو خالی از حکمت
کہا جائے۔ اعجاز صاحب کی یہ جرأت قابل صد نفرین ہے کہ ان کو جس فعل کی وجہ سمجھ میں نہیں
آئی اسکو بے باکی سے عبث کہدیتے ہیں۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

(مجادلہ) اور آپ خود بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے
حضرات آل عبا کو مباہلہ میں شرکت کے لیئے دعوت دی تھی پس آپ کی تسلیم کی بناپر آل عبا
الفاظ آیت کے معانی ہو گئے۔

(دفع) یہ صریح افترا ہے، مولانا نے کہیں نہیں لکھا ہے کہ مباہلہ میں شرکت کے لیئے آل عبا کو دعوت
دی تھی " آپ نے مولانا کی عبارت خود بھی نقل کی ہے لیکن اتنی خبر نہیں کہ اس میں کیا ہے اور
آگے چل کر تو مولانا نے اسکو بہت صاف کر دیا ہے (دیکھو تفسیر آیت مباہلہ صـ۱۱)

(مجادلہ) حضرت ام المومنین عائشہ نے اور دیگر صحابہ نے اپنے کانوں سے سنا کہ رسول اللہ نے

آل عبا کو بلایا۔

(دفع) خالص بہتان ہے۔ ام المومنین کی جو روایت مولوی اعجاز صاحب نے لکھی ہے اولاً تو اسکو آیت مباہلہ سے اصلاً تعلق نہین ہے کما مر ارًا اور اگر بالفرض کفرض المحال تعلق ہو بھی تو اس مین رسول اللہ کے بلانے کا کوئی ذکر نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ اعجاز صاحب اپنی لکھی ہوئی باتین بھی نہین سمجھتے۔ اسی طرح کشاف سے جو روایت نقل کی ہے اس مین بھی بلانے کا کوئی ذکر نہین ہے لہٰذا یہ کہنا کہ صحابہ نے اپنے کانون سے سُنا کہ رسول اللہ نے آل عبا کو بلایا کذب صریح ہے۔ ورنہ اعجاز صاحب روایات مذکورہ مین اسکی تصریح دکھائین۔

(مجادلہ) ان لوگون نے اپنی آنکھون سے آل عبا کو آپ کے ہمراہ دیکھا پھر اسکی روایت فرمائی تو ان کی روایت رسول اللہ کی حدیث فعلی سے منقول ہوئی۔

(دفع) یہ عجیب چیستان ہے۔ اجی جناب! آل عبا کو رسول اللہ کے ہمراہ دیکھکر اسکی روایت کرنے سے تفسیر الفاظ مذکورہ کا رسول اللہ سے منقول ہونا کیونکر لازم آیا۔ صاف کہیے اور غور کرکے کہیے۔ آل عبا کو ہمراہ لینے کا بیان تو خود حدیث فعلی ہے اب بتایئے کہ اس سے کیا چیز منقول ہوئی اور کیونکر منقول ہوئی۔

لطیفہ۔ مولوی اعجاز صاحب ثابت کرنا چاہتے ہین کہ انفسنا سے علی اور فلان لفظ سے فلان کا مراد ہونا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قولی و فعلی دونون سے ثابت ہے۔ حدیث قولی سے یون ثابت کرتے ہین کہ جب خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ مباہلہ مین شرکت کے لیئے اپنے ابناء و نساء اور انفس کو بلائین پس رسول اللہ نے حکم الٰہی کے امتثال کے واسطے جن حضرات کو بلایا تھا وہی حضرات آپ کی حدیث قولی سے الفاظ آیت کے معانی مقصودہ قرار پا گئے۔ یعنی اعجاز صاحب کے زعم مین رسول اللہ کا آل عبا کو بلانا ایک حدیث قولی ہے جس مین الفاظ مذکورہ کی مراد بیان کی گئی ہے جل جلالہ آج تک آپ کو یہ معلوم نہو سکا کہ حدیث قولی کسکو کہتے ہین کیون جناب! جن احادیث مین یہ مذکور ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فلان وقت فلان دعا پڑھتے تھے اور فلان نماز مین فلان سورت پڑھتے تھے وہ حدیثین آپکی تحقیقات مین فعلی یا قولی اگر انکو بھی آپ قولی سمجھتے ہین تو ذرا مہربانی کرکے قولی و فعلی کی جامع مانع تعریف کر دیجیے پھر حضرت ہر گاہ جب بلانا حدیث قولی ہو تو امین کہنے کی فرمائش کرنا فعلی حدیث کیسے ہو گئی سنیئے مولوی صاحب آل عبا کو بلانا بھی اگر ثابت

ہو) حدیث فعلی ہر انفسنا وغیرہ کی تفسیر حدیث قولی سے یون ثابت ہوگی کہ آپ کوئی ایسی روایت پیدا کرین کہ جسکا مضمون
یہ ہو کہ فلان صحابی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انفسنا کی مراد علی اور ابناءنا کی مراد حسنین اور نساءنا کی مراد فاطمہ مین
اتنا بتانے کے بعد آئیے اب مین آپ کو یہ بتاؤن کہ آپ نے مولانا کے تیسرے اعتراض کا جواب
تو لکھ مارا لیکن آپ نے اس اعتراض کا مطلب بھی سمجھا ؟ سُنیے مولانا یہ فرماتے ہین کہ فرض کر لیجئے
رسول اللہ نے حضرات مذکور الصدر کو بلایا اور ساتھ لیکر چلے اور یہ بھی تسلیم کر لیجئے کہ اُن سے آمین کہنے کی
فرمایش بھی کی لہذا یہ بھی مان لیجئے کہ آیت مین یہی لوگ مراد ہین باایں ہمہ ان امور مذکورہ سے یہ کیونکر
ثابت ہوا کہ لفظ انفسنا ہی سے علی اور ابناءنا سے حسنین اور نساءنا سے فاطمہ رسول اللہ کے نزدیک مراد
ہین روایت مین اس کا ذکر تو نہین ہے کہ رسول اللہ نے ان الفاظ کی یہی مراد بیان کی یا ان الفاظ سے
حضرات مذکورین کو بہ تفصیل بالا مراد لیکر ساتھ لیا پس جس شخص نے بھی ان الفاظ کی مراد کی تعیین کی ہے
اس نے اپنی رائے سے کی ہے۔ اس تقریر کو سُننے کے بعد آپ اپنا جواب پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ اسکو اس
اعتراض سے کوئی تعلق نہین ہے۔ اسلیے کہ آپ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول خدا نے ان
حضرات کو بُلایا اور ساتھ لیکر آمین کہنے کی فرمایش کرتے ہوئے چلے۔ اور ظاہر ہے کہ جو لوگ معانی
آیت ہون گے انھین کو بُلایا اور ساتھ لیا ہوگا۔ پس رسول اللہ کی حدیث قولی و فعلی دونون سے
ثابت ہو گیا کہ یہی لوگ معانی آیت تھے پس آپ کے اس جواب سے صرف اتنی بات
بالاجمال ثابت ہوئی کہ یہی لوگ آیت مین مراد ہین۔ لیکن یہ تفصیل کہ انفسنا سے علی اور ابناءنا سے
حسنین اور فاطمہ مراد ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل یا قول کسی چیز سے بھی ثابت نہین
ہوئی اور نہ تا حشر ہو سکتی ہے حالانکہ اسی کی ضرورت ہے اور یہی مولانا کا اعتراض تھا۔ آپ یہ نہین
کہہ سکتے کہ جب اتنا ثابت ہو گیا کہ آیت مین یہی حضرات مراد ہین تو اس کے علاوہ اور کوئی صورت
نہین کہ انفسنا سے علی اور ابناءنا سے حسنین اور نساءنا سے فاطمہ مراد ہون اسلیے کہ مین کہون گا کہ اولاً
اگر آپ کا یہ فرمانا درست بھی ہو تو یہ آپ کی رائے اور قیاس ہے لہذا الفاظ ثلثہ کی علیحدہ علیحدہ
تعیین مراد رائے و قیاس سے ہوئی نہ حدیث قولی و فعلی سے۔ ثانیاً آپ نے جو صورت بیان
کی ہے وہی متعین نہین ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ لفظ ابناءنا سے حسنین کے ساتھ حضرت علی بھی مراد
ہون جیسا کہ علامہ آلوسی بغدادی نے روح المعانی صہ ۱۰۳ مین لکھا ہے ویجعل الامیر داخلاً فی الابناء

ذی الرجس عنکم اہل البیت ویطہرکم تطہیرا بہرحال روایت شان نزول یا اور کسی حدیث قولی یا فعلی سے یہ ہرگز ثابت نہیں کہ الفاظ ثلثہ میں سے فلان خاص لفظ سے فلان مخصوص شخص اور فلان لفظ سے فلان مراد ہے
آپ نے دیکھ لیا کہ آپ اس تیسری خرابی کو دفع کرنے کے بجائے اور بہت سی خرابیوں کے دلدل میں پھنس گئے
مولانا نے لکھا تھا چوتھی خرابی یہ ہے کہ لفظ انفسنا سے حضرت علی کے مراد ہونے پر مفسرین اہل سنت کا اجماع بیان کرنا بھی خالص بہتان ہے۔ بلکہ تمام محققین مفسرین کے خلاف ہیں"۔

(مجادلہ) بالکل غلط ہے کہ تمام مفسرین ہمارے خلاف کہتے ہیں کہ گیارہ محققین اہل سنت کی گواہیاں ہم سابق میں لکھ چکے ہیں جنھوں نے تسلیم کرلیا ہے کہ رسول اللہ نے آل عبا کو اپنے ہمراہ لیا تھا۔ پس اگر آپ ان حضرات کو الفاظ آیت کے معانی تسلیم نہ کرینگے تو آپ کی طرف سے رسول اللہ پر جرم عصیان امر الٰہی قائم ہوگا۔

(دفع) کیا الٹی سمجھ ہے۔ مولانا تو تمام محققین مفسرین کو مخالف بتارہے ہیں یعنی ان مفسرون کو جنکو درجہ تحقیق حاصل ہے اور آپ تمام مفسرین کو سمجھ رہے ہیں۔ اور شاید زبردستی ایسا کر رہے ہیں اس لیے کہ آپ مولانا کی عبارت میں لفظ محققین مفسرین کے مابین اور کے لفظ کا اضافہ کرکے محققین اور مفسرین نقل کرتے ہیں اور خیانت فی النقل کے مجرم بنتے ہیں۔ دوسرا لطیفہ یہ ہے کہ آپ دعوی تو یہ کرتے ہیں کہ بالکل غلط ہے کہ تمام مفسرین ہمارے خلاف ہیں" اور دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ گیارہ محققین اہلسنت کی گواہیاں ہم پیش کر چکے ہیں"۔ کوئی آپ سے پوچھے کہ اجی حضرت! اہل سنت یا محقق اہل سنت ہونے سے مفسر ہونا کیونکر لازم آتا ہے۔ اور جب تک یہ ثابت نہ ہوگا تقریب ناتمام رہے گی اسلیے کہ دلیل دعوی سے اعم ہے۔ تیسرا لطیفہ یہ ہے کہ چونکہ ان گیارہ اشخاص نے ذکر کیا ہے کہ رسول خدا نے آل عبا کو ہمراہ لیا تھا اس لیے اعجاز صاحب کے زعم میں اس ذکر کرنے سے ثابت ہوگیا کہ ان حضرات کے نزدیک انفسنا کی مراد علی ہیں۔ سبحان اللہ! کیا استدلال ہے۔ اعجاز صاحب کی خوش فہمی کے ساتھ ان کی قوت استدلال کی بھی داد نہیں دی جاسکتی۔ اس استدلال کی خوبیوں کو میں پہلے ظاہر کرچکا ہوں اعجاز صاحب کی اس تحقیق جدید کی بھی قدر کیجیے کہ صاحب تفسیر حسینی جیسے لوگ محققین اہل سنت کی صف میں ہیں۔ میں اسکو بھی واضح کرچکا ہوں کہ آیت کے خاص خاص الفاظ سے مخصوص مخصوص اشخاص کے مراد نہ لینے سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ اور جو شخص حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر اس صورت میں کوئی

جرم قائم کرتا ہے (خاکش بدہن) وہ سخت دریدہ دہن وگستاخ ہے۔

مولانا نے لکھا تھا "تفسیر طبری صفحہ ۱۹۲ جلد ۳ مین ہے ہم نہین مانتے کہ انفسنا سے جناب امیر مراد ہین بلکہ اس سے خود آنحضرت مراد ہین۔

(مجادلہ) جابر انصاری کی چشمدید شہادت کے مقابلہ مین ایسے شخص کا قول جو واقعۂ مباہلہ سے صدہا برس بعد پیدا ہوا ہرگز قابل التفات نہین ہے۔ اس خرافات سے رسول اللہ پر غلط فہمی کا جرم قائم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے لفظ نفسنا کے معنے غلط سمجھے کہ حضرت علی کو ہمراہ لیا طبری کے قول کے لحاظ سے حضرت کو تنہا جانا لازم ہے۔

(دفع) ؎ خشت اول چون نہد معمار کج ٭ تا ثریا می رود دیوار کج ٭ ہم بار بار بتا چکے کہ روایت سے اس سے زیادہ ثابت نہین ہو سکتا کہ رسول اللہ نے آل عبا کو ہمراہ لیا۔ لیکن اس سے یہ کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے انفسنا سے علی کو مراد لیا۔ یہ کیون نہین ہو سکتا کہ ابنا ءنا کی مراد مین علی کو داخل مانکر ساتھ لیا ہو۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت جابر کی چشمدید شہادت اور طبری کے قول مین تخالف نہین ہے اور نہ طبری کے قول سے (معاذ اللہ) تکذیب خاتم الانبیاء لازم آتی ہے اور نہ آنحضرت پر کوئی الزام عائد ہوتا ہے۔ بلکہ یہ دونون باتین اعجاز صاحب کی خوش فہمی کے نتائج بدہین۔ ہان طبری کے قول کی تائید علامہ آلوسی بغدادی نے بھی کی ہے۔

مولانا نے اس کے بعد معالم التنزیل کی یہ عبارت نقل کی ہے قیل ابناءنا اراد الحسن والحسین ونساءنا فاطمة وانفسنا عنی نفسه وعلیا والعرب تسمی ابن عم الرجل نفسه کما قال اللہ تعالیٰ ولا تلمزوا انفسکم یرید اخوانکم وقیل ھو علی العموم لجماعة اھل الدین اور اس کا ترجمہ یون کیا ہے کہا گیا ہے کہ ابناءنا سے حسن وحسین اور نساءنا سے حضرت فاطمہ اور انفسنا سے خود آپ اور علی مراد ہین اہل عرب اپنے چچا کے بیٹے کو نفس کہدیتے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہ طعنہ دو اپنے نفسون کو یہان مراد نفس سے بھائی ہین اور کہا گیا ہے کہ یہ الفاظ اپنے عموم پر ہین تمام اہل دین مراد ہے۔

(مجادلہ) آپ نے فقرہ قیل ابناءنا اراد الخ کا ترجمہ غلط کیا ہے اس لیے اس ترجمہ سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ ان الفاظ آیت سے مذکورہ حضرات کس نے مراد لیے اور صیغہ اراد وعنی کہ دونون فعل ماضی معروف ہین ان کا فاعل کون ہے۔

(دفع) مولوی صاحب! اگر اسی کا نام غلط ترجمہ کرنا ہے تو آپ نے فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوالہ ساجدین کا ترجمہ غلط کیا ہے کہ لفظ من کا ترجمہ نہیں کیا اور ساجدین کے ترجمہ سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ حال ہے۔ اسی طرح وعہدنا الی ابراھیم واسمٰعیل کا ترجمہ ہم نے ابراہیم واسمٰعیل سے عہد لیا غلط ہے۔ اے جناب! مولانا نے عبارت معالم کا لفظی ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ اس کا حاصل بیان کیا ہے اور حاصل مطلب میں ہر ہر لفظ کا ترجمہ ضروری نہیں ہے۔

(مجادلہ) قول مذکور آپ کے ہم مذہب کا ہے اور بغوی نے اسکو رد نہیں کیا لہٰذا اسکی صحت مسلم ہو گئی حالانکہ یہ معنی آپ کے زعم میں غلط ہیں۔ اور آپ نے سابقاً لکھا کہ لفظ انفسنا سے کسی مفسر نے حضرت علی کو مراد نہیں لیا کہ تمام مفسرین اس کے خلاف ہیں اب فرمایئے یہ سُنّی مفسر کہاں سے آگیا۔

(دفع) مولوی صاحب! آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ جو بات کہتے ہیں بے تکی کہتے ہیں۔ بغوی نے وہ قول نقل کیا اور رد نہیں کیا تو اسکی صحت مسلم ہو گئی لیکن اسکے بعد دوسرا قول نقل کیا اور اسکو بھی رد نہیں کیا تو اسکی صحت مسلم نہیں ہوئی بلکہ اسکی نسبت آپ نے صاف صاف لکھدیا کہ یہ قول غلط ہے (صفحہ ۴۳)

ع بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است + پھر یہ بھی آپ کا بے لکاپن ہی ہے کہ مولانا پر نہایت دیدہ دلیری سے اس قول کا افتراء کرتے ہیں کہ "کسی سُنّی مفسر نے لفظ انفسنا سے حضرت علی کو مراد نہیں لیا کہ تمام مفسرین اس کے خلاف ہیں،، حالانکہ مولانا نے یہ ہرگز نہیں لکھا ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ تمام محققین مفسرین اس کے خلاف ہیں (صفحہ ۹) اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی غیر محقق مفسر لکھے تو ہم اسکی نفی نہیں کرتے پس آپ ثابت کیجئے وہ جس کا قول ہے وہ محقق مفسر ہے تب مولانا کی تغلیط ہو سکے گی۔

ودون اثباتہ خرط القتاد

(مجادلہ) اور فقرہ قبل ھو علی العموم الخ تفسیر معالم التنزیل میں نہیں ہے۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ فقرہ مذکورہ ہم نے تفسیر خازن بغدادی میں دیکھا ہے۔

(دفع) اُف یہ ڈھٹائی اور بے غیرتی! آپ کے رسالہ کے صفحہ ۲۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ لکھتے وقت آپ کے آپ کے پیش نظر خازن کا وہی نسخہ ہے جس کے حاشیہ پر بغوی کی معالم التنزیل ہے اور اسی نسخہ کے صفحہ ۳۰۲ میں آپ نے شان نزول کی روایت خازن و بغوی دونوں میں پڑھی ہے۔ ظاہر ہے کہ اسی نسخہ خازن میں آپ نے فقرہ مذکورہ بھی دیکھا ہوگا پھر حیرت ہے کہ آپ کیسے کہتے ہیں کہ معالم التنزیل میں یہ فقرہ نہیں ہے

حالانکہ وہ اسی صفحہ ۳۰۲ مین موجود ہے دیکھیے معالم التنزیل بغوی برحاشیہ خازن صفحہ ۳۱۲ سطر ۵۔ آپ بتایئے اس مین مولانا کا کیا قصور ہے سہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

کہیئے اب بھی آپ کو اپنی بے بصری کوتاہ نظری کا یقین ہوا یا نہین۔

(مجادلہ) ثانیاً اس کے ترجمہ مین یقیناً خیانت مجرمانہ کی گئی ہے۔ شکوری ترجمہ کے لحاظ سے فقرہ مذکورہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آیۂ مباہلہ کے تینون لفظ یعنی ابنائنا اور نسائنا اور انفسنا اپنے عموم پر باقی ہین اور ان تینون لفظون سے جماعت اہل دین مراد ہے ۔ حالانکہ سلف سے خلف تک کوئی سُنی اس کا قائل نہین ...... بلکہ اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ لفظ انفسنا عام جماعت اہل دین کے لیئے ہے۔

(دفع) مولوی صاحب امین پھر کہتا ہون کہ آپ اس میدان کو چھوڑیئے۔ آپ جس قدر اظہار قابلیت کرین گے اتنی ہی آپ کی کم سوادی نمایان ہوتی جائیگی۔ آپ کو یہ تو نظر آیا کہ ھو واحد ہے اس لیئے تین لفظون کی طرف کیسے راجع ہوگا لیکن یہ سمجھ مین نہ آیا کہ جب ھو واحد مذکر ہے تو انفسنا جمع (بحکم مؤنث) کی طرف کیسے راجع ہوگا یا آپ ابتک لفظ انفس کو واحد مذکر سمجھے ہوئے ہین۔ بس اگر آپ کہین کہ گو وہ جمع ہے لیکن بتاویل لفظ ہو کر ھو کا مرجع بن گیا ہے تو مین کہونگا کہ اسی طرح گو وہ تین لفظ ہین مگر بتاویل کل واحد منہا یا ماذکر ہو کر ھو کا مرجع بنے ہین جیسا کہ آیت شریفہ وان کان رجل یورث کلالۃ او امرأۃ ولہ اخ او اخت مین لہ کی ضمیر واحد مذکر کا مرجع مرد و عورت دونون ہین باقی آپنے جو اس فقرہ کا مطلب لکھا ہے اسکو ذوق سلیم کسی طرح نہین قبول کر سکتا اسلیئے کہ دوسرا قیل پہلے قیل پر معطوف ہے اور پہلا قیل الفاظ ثلثہ کی شرح و تفسیر کے بیان کی غرض سے مذکور ہے بس دوسرا بھی اسی غرض کے لیے سمجھا جائیگا اور اگر صرف انفسنا کی تفسیر دوسرے قیل سے منظور ہوتی تو اسکو صاف کرکے وقیل انفسنا علی العموم الخ کہتے تاکہ ایہام خلاف مقصود لازم نہ آئے۔

(مجادلہ) یہ قول غلط ہے اسلیئے کہ اسکی تائید نہ قول صحابی سے ممکن ہے اور نہ کسی ام المومنین سے اور نہ رسول خدا کی قولی یا فعلی حدیث سے ...... بلکہ اسکی وجہ سے رسول اللہ پر جرم عصیان امر الٰہی قائم ہوتا ہے کہ قائل کے زعم مین خدا نے آپ کو ساری جماعت اہل دین کو بلانے کا حکم دیا تھا گر آپ نے

ایک شخص کو بھی صحابہ سے نہین بلایا۔

(دفع) کسی تفسیر کی تغلیط صرف اس بنا پر کہ وہ قول صحابہ سے یا حدیث رسول سے مؤید نہین ہے جہالت ہے مولانا نے اسکو صاف مین تفصیل سے لکھا ہے۔ اور تفسیر مذکور کی بنا پر یہ کہنا کہ رسول اللہ پر (معاذ اللہ) الزام آتا ہے نافہمی اور بیجا کی ہے۔ ہم پہلے اسکو بوضاحت لکھ چکے ہین اگر مدعی الزام رافضی ہین ہمت ہو تو آیت مین یہ دکھلائے کہ رسول اللہ کو اللہ تعالی نے حکم دیا تھا کہ ابناء و انساء و انفس کو بلائیے۔ آیت مین تو یہ مذکور ہے کہ اہل کتاب سے کہیئے کہ آؤ بلائین (الخ) اور اگر بلانے کا حکم ہو بھی تو چونکہ اہل کتاب نے منظور نہ کیا اس لیے بلانے کی ضرورت نہ تھی اور جتنے حضرات کو بلایا تھا اس سے مقصود اپنی طرف سے اظہار آمادگی یا بقول مولانا تشفی و تسلی تھی۔ اور تعجب ہے کہ اعجاز صاحب تو کہتے ہین کہ آپ نے کسی صحابی کو نہین بلایا اور ان کے امام معصوم امام محمد باقر فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر و عثمان اور ان کی اولاد کو بھی لیکر گئے (ابن عساکر) بتایئے ہم آپ کی مانین یا آپ کے امام معصوم کی۔

مولانا نے لکھا تھا۔ تفسیر جلالین مین ان لفظون کی مراد کچھ بیان نہین کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک الفاظ آیت کے وہی معنی مراد ہین جو لغت عرب سے سمجھے جاتے ہین "۔

(مجادلہ) آپ کی ذہانت ہے کہ تفسیر جلالین مین الفاظ آیت کے معانی تلاش کیئے حالانکہ یہ تفسیر حل معانی کے لیئے وضع نہین ہوئی ہے اور نہ اس مین تفسیری مطالب بیان ہین بلکہ اس تفسیر مین اعراب الفاظ اور تراکیب کلمات اور وجوہ قرارت سے بحث کی گئی ہے۔ بیان مطالب و معانی سے اسکو تفسیر کوئی تعلق نہین ہے اسی وجہ سے اس تفسیر مین قرآن کے ہزارون الفاظ درج نہین ہوئے چنانچہ پوری آیہ مباہلہ بھی اسی تفسیر مین موجود نہین الخ۔

(دفع) انا للہ وانا الیہ راجعون سہ ظہور حشر نہو کیون؟ کہ کلچری گنجی ٭ حضور بلبل بستان کرے نوانجی ٭ آپ تو الباعث عن حتفہ بظلفہ کے پورے مصداق ہوگئے۔ یعنی آپ باین ہمہ بیخبری و کوتاہ نظری مولانا کو یہ الزام دینے لگے کہ ان کو خبر نہین جلالین مین کیا ہے حالانکہ مولانا نے نہ صرف اسکو سبقاً سبقاً پڑھا ہے بلکہ آپ سے بدرجہا بہتر و برتر و قابلیت و شخصیت و شہرت کے انسانون کو بارہا پڑھایا بھی ہے بلکہ ان مین سے بعض کا تو آج ہندوستان مین طوطی بولتا ہے اور مجتہدین ان کی امامت تسلیم کرتے ہین۔ اسلیئے مولانا پر بے خبری کا الزام آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ بہرحال اس الزام سے مولانا

کو تو کوئی نقصان نہین پہونچا۔ لیکن آپ کی واقفیت آپ کے مبلغ علم اور آپ کی وسعت نظر کے تمام
خط وخال ایک ایک کرکے نمایان ہو گئے۔ اور معلوم ہو گیا کہ آپ نے ابتک اپنی آنکھون سے جلالین
کی صورت نہین دیکھی اور جہل مرکب سے کسی دوسری کتاب کو جلالین سمجھے ہوئے ہین جلالین مین
الفاظ قرآن کے معانی۔ تفسیری مطالب سب مذکور ہین اور قرآن کا ایک لفظ بھی ایسا نہین ہے
جو اس مین مذکور نہ ہو اور آیت مباہلہ بھی پوری پوری بجمیع الفاظہا مذکور ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے
جلالین کے چند مختلف نسخون کا حوالہ دیتا ہون ان کو ملاحظہ فرمایئے اور غیرت ہو تو چلو بھر پانی مین ڈوب
مریئے۔ دیکھئے جلالین مطبوعہ نظامی دہلی ص۱۵ سطر ۲ جلالین مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص۱۵ سطر ۲ مطبوعہ ۱۹۰۸ء
۳ جلالین مطبوعہ مصر ص۵۳ سطر ۹ جلالین مطبوعہ مجتبائی دہلی ص۱۵ سطر ۲۔

اور سنیئے تفسیر کبیر تو تفسیری مطالب کے لیئے وضع ہوئی ہے۔ اس مین بھی الفاظ مذکورہ کی شرح
نہین کی ہے۔

مولانا نے لکھا تفسیر کشاف مین ہے ندع ابنائنا وابنائکم ای یدع کل منی ومنکم
ابنائہ ونسائہ ونفسہ الی المباہلۃ۔ تفسیر مدارک مین بالکل کشاف کا تتبع ہے اور تفسیر بیضاوی
ہے یدع کل منا ومنکم نفسہ واعزۃ اھلہ۔

(مجادلہ) ہم نے کشاف سے آیہ کے شان نزول کی روایت صحیحہ نقل کی ہے صاحب کشاف نے
اسکو تسلیم کرلیا ہے اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ آیہ مباہلہ سے بڑھکر آل عبا کی فضیلت پر کوئی چیز نہین ہے
لہذا الفاظ مرقومہ کے وہی معنے لیئے جائینگے جو شان نزول کی روایت مین موصوف نے تسلیم کر لیئے
ہین۔ تفسیر مدارک کا مضمون بھی ہمارا مؤید ہے اور تفسیر بیضاوی سے بھی ہمارا مطلب ثابت ہوتا ہے کہ
رسول اللہ کے عزیز ترین اہل سوائے آل عبا کے اور اشخاص نہ تھے ورنہ رسول اللہ ان کو بھی ہمراہ لیتے۔

(دفع) پھر وہی بے تکاپن ۔ اجی حضرت زمخشری نے شان نزول کی روایت نقل کی اور کہہ دیجئے کہ
صحیح بھی تسلیم کیا اور آیت کو فضیلت آل عبا پر دال بھی مانا لیکن اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ ان کے نزدیک
انفسنا کی مراد حضرت علی ہی ہین۔ یہ کیون نہین ہو سکتا کہ انفسنا کی مراد کو وہ عام رکھتے ہون اور اس کے
عموم مین حضرت علی اور ان کے غیر سب کو مانتے ہون۔ اس صورت مین روایت شان نزول سے کوئی تخالف
نہ رہے اس لیئے کہ روایت علی کی تعیین پر دلالت نہین کرتی۔ اور یہی چیز جسکو مین نے بر سبیل احتمال ذکر

کیا ہے اسی کو انھون نے الفاظ مرقومہ بالا مین بیان کیا ہے جس کو آپ اپنی خوش فہمی سے روایت کے
متضاد تصور کرتے ہین یہی مراد مدارک کی بھی ہے۔ اور بیضاوی کے الفاظ کی تشریح آگے آئے گی

(مولانا) نے لکھا تھا پانچوین خرابی یہ ہے کہ الفاظ آیت کے خاص خاص معانی جس شخص نے بیان کیے
ہین اسکی بنیاد صرف اس پر ہے کہ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ نے صرف انھین حضرات کو اسوقت بلایا۔
(مجادلہ) یہ خرابی نہین عین مدعا ہے اسلیئے کہ راوی کا بیان رسول اللہ کی حدیث قولی و فعلی کے مطابق ہے
(دفع) یہ تو ہمکو پہلے سے معلوم ہے کہ خرابی ہی آپ کا عین مدعا ہوتی ہے۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ راوی کا
بیان حدیث کے مطابق ہے تو اسکی حقیقت سابق مین اچھی طرح منکشف ہو چکی ہے۔

مولانا نے لکھا تھا۔ ہان اگر اہل نجران مباہلہ منظور کر لیتے اور آنحضرت صرف انھین کو لیجاتے تو بیشک
یہی حضرات مراد ہوتے۔ اس کا اعجاز صاحب سے کوئی جواب بن نہ آیا تو فضول کی بکواس مین دو ڈہائی
صفحہ رنگ ڈالے کبھی یہ کہتے ہین کہ قرآن مین یہ کہان ہی کہ نصاریٰ مباہلہ منظور کر لین تو آپ ابناء وغیرہ کو بلائیے
جی حضرت! اگر قرآن مین یہ نہین ہے تو پھر اس میں یہ کہان ہے کہ آپ ابناء وغیرہ کو چاہے نصاریٰ منظور
کرین یا نہ کرین بلائیے،، قرآن مین تو صرف اتنا حکم ہے کہ نصاریٰ سے کہدیجئے کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے ابناء
و نساء و انفس کو بلائین،، رسول اللہ نے ان کو یہ حکم پہونچا دیا اور امتثال امر سے عہدہ برآ ہو گئے پھر آپ
قرآن مین یہ اضافہ کر کے کہ رسول اللہ ابناء وغیرہ کو بلانے کے مامور تھے اگرچہ وہ منظور نہ کرین (بقول خود)
تحریف حرام کے کیون مرتکب ہوتے ہین۔ مگر یہ شکایت آپ سے بے سود ہے کہ شنشنۃ اعرفہا من اخزم
اور کبھی یہ افترا کرتے ہین کہ مولانا اعتراف کر چکے ہین کہ رسول اللہ مباہلہ کے لیئے تیار ہو کر میدان
مباہلہ مین تشریف لائے تھے،، دروغگو را حافظہ نباشد۔ اعجاز صاحب مولانا کی عبارت خود سابق مین یون
نقل کر چکے ہین،، جناب رسول خدا مباہلہ کے لیئے بالکل تیار تھے آپنے قبل از وقت حسنین اور فاطمہ کو بھی بلا لیا تھا،، صفحہ ۳۱
علاوہ برین رسول اللہ کی تیاری سے نصاریٰ کی تیاری پر استدلال ایک انوکھی منطق ہے۔
پھر اس کے لیئے اتنی زحمت کی کیا ضرورت تھی۔ حکم خدا اور آیت سُنا دینا ہی آپ کی تیاری کی دلیل ہے
اور کبھی یہ کہتے ہین کہ،، نصاریٰ آل عبا کی صورت دیکھکر ڈر گئے اور مباہلہ نہ کیا،، آپ کا مطلب
ہے نصاریٰ پہلے سے تیار تھے مگر وقت پر مرعوب ہو گئے۔ لیکن مین ثابت کر چکا ہون کہ اعجاز صاحب جس
حدیث کو متواتر کہتے ہین اسی مین مذکور ہے کہ نصاریٰ آنے سے پہلے ہی ڈر گئے تھے کہ مباہلہ نہ کرین گے۔

اور یہ کہ وہ رسول اللہ کی صداقت سے مرغوب ہوئے تھے مگر روایت کا یہ حصہ اعجاز صاحب ایسا ہضم کر گئے کہ ڈکار تک نہ لی اسکی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اس سے رسول اللہ کی صداقت باہرہ ثابت ہوتی تھی۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضور مباہلہ کے لیئے تیار ہو کر چلے تھے" مولوی صاحب باتیاری سے آپ کی کیا مراد ہے اگر عزم مصمم مراد ہے تو یہ اسی وقت سے تھا جب سے آیت سنائی تھی۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ پورے سامان کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لیئے تشریف لے گئے تھے۔ تو یہ مسلم نہیں اس لیئے کہ مباہلہ کرنے کے لیئے جانا اس وقت ہو سکتا تھا۔ جب نصاری نے منظور کر لیا ہوتا ہمت ہو تو اسکو ثابت کیجئے کہ نصاری کی منظوری کے بعد آپ تشریف لیگئے تھے

آپ فرماتے ہیں "جب آپ کے خیال میں الفاظ آیہ کے معانی کو حضور نے ساتھ نہ لیا تو کون کہے گا کہ آپ مباہلہ کے لیئے بالکل تیار تھے (وہی نہ کہے گا جو رسول اللہ کی صداقت پر ایمان نہ رکھتا ہو اور اس کے دل میں آپ کا ذرہ برابر احترام نہو) اسکی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص بقصد جنگ اپنے گھر سے نکلا اور ہتھیار اپنے گھر میں چھوڑ جائے" آپ کی تمثیل بالکل بے محل ہے اسلیئے کہ یہ جب مطابق ہوتی جب کہ بقصد مباہلہ آنحضرت نکلے ہوتے۔ اور جبکہ معاملہ طے نہ تھا اور نصاری نے منظور ہی نہ کیا تھا تو بقصد مباہلہ نکلنا کیا معنے!

علاوہ بریں مباہلہ کے لیئے کسی دور دراز مقام پر جانا نہ تھا وفد نجران خود مدینہ آیا ہوا تھا اسلیئے کم سے کم گفتگو سننے کے لیئے صحابہ وہاں ضرور موجود ہوں گے چنانچہ آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت عائشہ موقع پر موجود نہیں (ص۳۵) روایت کے شان نزول کو حضرت جابر کی چشم دید شہادت بھی لکھتے ہیں (ص۴) اور (ص۳۶) میں اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ اور دیگر صحابہ نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ کے ساتھ آل عبا کو دیکھا۔ بس ایسی حالت میں ہتھیار گھر میں چھوڑ جانے کی مثال درست نہیں آتی۔ مولوی صاحب! آپ نے اتنا خیال نہ کیا کہ آج کوئی معمولی مناظرہ ہوتا ہے تو سارا شہر ٹوٹ پڑتا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے زعم میں مباہلہ کے لیے تشریف لیجائیں اور بجز دو بچوں اور ایک مرد ایک عورت کے اور کوئی ساتھ نہو۔ تخن پروری چھوڑ کر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے تو جنگی سپاہی والی مثال سے کچھ اور ثابت ہونیکے بجائے آپکی خرد دشمنی ثابت ہوگی۔

آپنے آگے چلکر لکھا ہے "ایک دن پہلے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) حکم خدا نصاری کو سنا چکے تھے وقت و مقام مباہلہ معین ہو چکا تھا نصاری بھی مباہلہ کے لیئے گئے تھے" کسقدر سفید جھوٹ ہے اگر آپ سچے ہیں اور

آپ کے مذہب مین سچائی کی کوئی قدر و قیمت ہے تو بتایئے کس روایت مین وقت مباہلہ نیز مقام کی تعیین اور نصاریٰ نجران کے مباہلہ کے لیئے آنے کا ذکر ہے لیکن روایت پیش کیجیے گا اور یہ بھی بتایئے گا کہ روایت کی تخریج کس نے کی ہے۔ یہ نہین کہ آپ لکھدین فلان نے لکھا ہے اس باب مین روایت اور باب روایت ماہرین روایت کا قول درخود اعتبار ہے۔

ہان ابتک تو آپ کہہ رہے تھے کہ آیت مین آل عبا کو بلانے کا حکم رسول اللہ کو دیا گیا تھا اور آپ کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ آنحضرت نصاریٰ کو حکم سنانے پر مامور تھے پس یا تو دونون حکم آیت مین مذکور تو آپ اسکو آیت سے ثابت کیجیے اور پھر بتایئے کہ دونون حکم ایک ساتھ بجالانے کا حکم تھا یا علی التعاقب یا مطلق جو بات کہیئے آیت سے اسکو ثابت کیجیے۔ اور اگر دونون حکم مذکور نہین ہین تو قطع نظر اس بات سے کہ ایک بات آپ کی ضرور غلط ہے بتایئے کونسا حکم مذکور ہے کونسا نہین۔

مولانا نے لکھا تھا ورنہ اگر مباہلہ کی نوبت آتی تو یقیناً آپ ازواج مطہرات کو ضرور ہمراہ لیجاتے کہ نساءنا سے ان کے سوا اور کوئی مراد ہو ہی نہین سکتا بحر محیط جلد اول ص۴۷۹ مین ہے لو عزم نصاریٰ نجران علی المباھلۃ وجاءوالیھا لامر النبی المسلمین ان یخرجوا باھالیھم الی المباھلۃ۔

(مجادلہ) مولوی صاحب یہ تو بتایئے کہ ازواج کو لیجانے کا یقین آپ کو کہان سے حاصل ہوگیا۔

(دفع) مولانا کو اس کا یقین اسلیئے ہے کہ نساءنا سے ازواج مطہرات کے علاوہ رسولخدا کے گھر کی اور کوئی خاتون مراد نہین ہوسکتین۔ مولانا نے اسکو تفصیل سے آگے بتایا ہے۔ پس اگر مباہلہ کی نوبت آتی اور حضور ازواج مطہرات کو نہ لیجاتے تو آیت کا ایک جزو عمل سے رہ جاتا اور آنحضرت کی ذات اس سے بہت اجل و ارفع ہے کہ اس قسم کا گمان یا توہم آپ کے حق مین کیا جائے۔

(مجادلہ) بحر محیط کی عبارت مین آپ کے مہمل دعویٰ کا بالکل ثبوت نہین ہے کہ اس عبارت مین ازواج کا وہم بھی نہین ہوتا۔

(دفع) سخن شناس نہٗ دلبرا خطا این جاست۔ سنیئے جب کہ بحر محیط سے یہ ثابت ہوا کہ مباہلہ کی نوبت آتی تو مسلمانون کو ان کے اہل کے ساتھ نکلنے کا آنحضرت ضرور حکم دیتے۔ پس ظاہر ہے کہ جب تابع اس کا مامور ہوتا تو متبوع بطریق اولی اپنے اہل کو لیجانے کا پابند ہوتا۔ بہر حال مولانا کا مدعا اس عبارت سے بطریق اولیٰ ثابت ہے جس طرح آیہ ولا تقل لھما اف سے والدین کے مارنے کی ممانعت بطریق اولیٰ ثابت ہے

مولانا نے لکھا تھا چھٹی خرابی یہ ہے کہ انفسنا سے حضرت علی اور نساءنا سے حضرت فاطمہ اور ابناءنا سے حضرات حسنین کا مراد ہونا لغت عرب اور محاورۂ قرآنی کے خلاف ہے۔

(مجادلہ) حضرت جابر خالص عرب تھے اور نیز آپ کے ایک بزرگ عرب کا قول مفسر خازن اور بغوی نے نقل کیا ہے۔

(دفع) حضرت جابرؓ کی طرف جو تفسیر منسوب ہے اسکی نسبت بسوئے جابر علمائے فن کے نزدیک مسلم نہین۔ دیکھو ابن کثیر۔ باقی جس شخص کا قول خازن اور بغوی نے نقل کیا ہے وہ مجہول ہے نام تک معلوم نہین عرب ہونا تو درکنار اسکے علاوہ آپ نے اور جو کچھ یہان لکھا ہے اس کا بار بار رد کیا جا چکا ہے۔

آپ کا یہ لکھنا کہ مولانا سابق مین لکھ چکے ہین کہ فاطمہ اور حسنین کا بلانا صحیح روایت مین بلا اختلاف آیا ہے مگر اتنا نہ سمجھے کہ ابناء سے نواسے اور نساء سے بیٹی کا مراد لینا لغت عرب اور محاورۂ قرآنی کے خلاف ہے،، یہ خود آپ کی کوتاہ نظری کی دلیل ہے اس لیئے کہ مولانا نے اسی چھٹی خرابی کے تحت مین زیر عنوان فائدہ اس شبہ کا ازالہ کر دیا ہے دیکھو تفسیر آیت (ص۱۱)۔

مولانا نے لکھا تھا لفظ انفس جمع نفس کی ہے اور نفس ہر شخص کا اسکی ذات کہلاتی ہے نہ کسی دوسرے کو پھر لفظ جمع سے شخص واحد مراد لینا جائز نہین الا مجازاً۔

(مجادلہ) آپ نے سابق مین بغوی سے خود ہی نقل کیا ہے کہ اہل عرب اپنے پسر عم کو بھی نفس کہتے ہین اسکے ثبوت مین لاتلمزوا انفسکم۔ کو پیش کیا ہے۔ علاوہ اسکے جب آپ نے انفسنا سے جماعت صحابہ مراد لی تو بتایئے کہ نفس تو رسول اللہ کا لیکن مراد اس سے اصحاب یہ تو آپ کے زعم مین جائز نہین اور بتایئے جب کہ طبری نے لفظ انفسنا سے صرف ذات رسول مراد لی تو انفس صیغۂ جمع واحد کے واسطے حقیقۃً مانا ہے یا مجازاً۔

(دفع) مولوی صاحب آپ عجیب سمجھ کے آدمی ہین آپ کو یہ معلوم نہین کہ ایک مصنف جن جن باتون کو ذکر کرتا ہے وہ سب کی سب اسکی نظر مین مختار اور قابل قبول و تسلیم ہی نہین ہوا کرتین بہت سی باتین دوسری اغراض سے بھی ذکر کرتا ہے۔ مثلاً تمام اقوال کا استقصاء یا یہ کہ ناظر اس دھوکے مین نہ رہے کہ یہان صرف ایک ہی قول ہے الی غیر ذالک من الاغراض پس مولانا نے جو بغوی سے

نقل کیا ہے اس سے مولانا کا یہ منشا نہین ہے کہ یہ قول میرے نزدیک قابل قبول ہے بلکہ
حقیقت مین تو مولانا کو اسکے نقل کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ آپ کو اسکے بعد والا قول نقل کرنا
تھا پس اگر پہلے قول کو نقل نہ کرتے تو آپ جیسے خوش فہم لوگ خیانت فی النقل کا الزام دیتے اسلیئے
بضرورت دفع الزام اسکو نقل کیا پس جبکہ مولانا نے اس قول کو تسلیم ہی نہین کیا ہے تو اس سے
الزام بے معنی ہے۔ اب مجھ سے صاف صاف سنیئے کہ لا تلمزوا انفسکم مین بھی نفس بمعنے
ذات ہے اور یہی صحیح تفسیر ہے جیساکہ جلالین وجامع البیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ علاوہ برین
اگر نفس بمعنی ابن العم ثابت بھی ہو تو ظاہر ہے کہ یہ اسکے حقیقی معنی نہین ورنہ آپ اس لفظ کو ابن العم
کے معنی مین حقیقۃً ہونا ثابت کیجیے پس جبکہ یہ مجازی معنی ہین تو اس کا ارادہ اس وقت تک صحیح
نہین ہو سکتا جب تک کہ حقیقت متعذر نہو۔ اور ظاہر ہے کہ یہان حقیقت متعذر نہین فلا یصار
الی المجاز۔ اور آپ کا یہ استبعاد بھی محل حیرت ہے کہ جب مولانا انفسنا۔ سے جماعت صحابہ مراد
لیتے ہین تو وہ بتائین کہ نفس تو رسول کا اور مراد اس سے اصحاب۔ اجی حضرت اس مین کیا
استبعاد ہے جب کہ آپ بھی نفس سے ابن العم کے معنی مراد نہین لیتے پھر بھی علی کو مراد لیتے ہین تو بتایئے
کہ نفس تو رسول کا اور مراد اس سے علی خیر یہ تو الزامی جواب تھا تحقیقی جواب آگے آئے گا۔

مولانا نے لکھا تھا کہ قرآن مجید مین کئی جگہ آنحضرت کو تمام اہل مکہ اور تمام مسلمانون کے انفس سے
فرمایا قولہ تعالی لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم وقولہ تعالے
لقد جاءکم رسول من انفسکم لہذا صرف حضرت علی کو لفظ انفس سے مراد لینا اور سب کو خارج
کر دینا ان آیات کے خلاف ہوگا۔

(مجادلہ) خازن ونیشاپوری نے لکھا ہے کہ خدا نے اس آیت مین رسول اللہ کا ہم جنس اہل مکہ ہونا
یعنی عرب ہونا بیان کیا ہے لہذا آپ کی پیش کردہ آیت مین نفس بمعنی جنس ہوا اور لفظ انفسنا۔
مین کسی مفسر نے نفس کو بمعنے جنس نہین لکھا۔

(دفع) مشکل یہ ہے کہ آپ ہمیشہ بات سمجھنے سے پہلے بول دینے کے عادی ہین۔ سنیئے مولانا یہ
فرماتے ہین کہ قرآن مجید مین کئی جگہ آنحضرت کو تمام اہل مکہ اور تمام مسلمانون کے انفس سے فرمایا
جیسے من انفسھم اور من انفسکم پس ان تمام مقامات مین لفظ نفس بصیغہ جمع بولا گیا اور بالاتفاق

ہیں سے اشخاص کثیرہ مراد لیئے گئے پس اسی طرح انفسنا میں انفس سے اشخاص کثیرہ مراد لینے چاہئیں اور
اگر انفسنا میں انفس سے صرف علی مراد لیئے جائیں تو ان آیات کے خلاف ہوگا۔ اب بتایئے کہ اس
اعتراض سے آپ کے جواب کو کیا تعلق ہے اگر ایک جگہ نفس بمعنی جنس ہے اور دوسری جگہ بمعنی جنس
نہیں ہے تو اس سے صیغہ کی مراد پر کیا اثر پڑا کیا دوسری جگہ بمعنی جنس نہونے کے وجہ سے لفظ انفس
جمع بھی نہیں رہا اور معنی کے بدلنے سے صیغہ بھی بدل گیا لہذا اس سے واحد اور واحد بھی حضرت علی
ہی مراد ہوں گے۔ آخر کیوں؟

(مجادلہ مع رد) اگر درحقیقت لفظ انفسنا سے تمام اہل مکہ یا جملہ اہل اسلام مراد ہوتے تو رسول اللہ
یقیناً امتثال امر الٰہی کے لیئے سب کو بلاتے (بشرطیکہ رسول اللہ کو بلانے کا حکم بھی آیت میں
دیا گیا ہو اور اسکے بجالانے کا وقت بھی آئے پہلے آپ دونوں کو ثابت کیجئے) مگر رسول اللہ کی کسی حدیث
میں حضرت علی کے سوا اور کسی کو بلانا ثابت نہیں (البتہ آپ کے امام معصوم امام محمد باقر کی حدیث میں
خلفائے اربعہ اور ان کی اولاد کا بلانا ثابت ہے) اگر ہم مان بھی لیں کہ آپ کے زعم کے مطابق انفسنا سے
تمام اہل مکہ یا جملہ صحابہ مراد ہیں تو بھی ہم کہیں گے کہ خود رسول نے صرف جناب امیر کو بلاکر اپنی حدیث
قولی وفعلی سے ثابت کر دیا کہ انفسنا کے مصداق سے علی کے سوا تمام صحابہ خارج ہیں۔ (خوب! پہلے
یہ تو ثابت کیجئے کہ حضرت علی کے بلانے سے لازم آتا ہے کہ وہ انفسنا ہی کے مصداق یا اسی کے
مصداق میں داخل ہیں۔ پھر اسکا جواب دیجئے کہ اگر حسب حکم خداوندی انما الصدقات للفقراء الخ۔
ایک یا چند مخصوص فقیروں یا مسکینوں کو آپ صدقات دیں تو کیا کسی کا یہ کہنا جائز ہے کہ آپ نے
ان مخصوص فقیروں کے علاوہ اور سب کو فقراء و مساکین کے مصداق سے خارج کر دیا غور کر کے
جواب دیجئے گا) نیز طبری نے لفظ انفسنا سے صرف رسول اللہ کو مراد لیکر تمام صحابہ کو خارج
فرمایا ہے (آگے جواب آئے گا) نیز بغوی نے آپ کے کسی رکن ملت کا قول نقل کیا ہے (قائل
مجہول ہے شاید آپ ہی کا رکن ملت ہو اسکے قول کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں) اور حضرت جابر کا قول
حاکم نے لکھا ہے کہ لفظ انفسنا سے رسول اللہ اور علی مراد ہیں (حضرت جابر کی طرف اس قول کی
نسبت میں کلام ہے کما مر مرارا) اسکے بعد اعجاز صاحب نے انفسنا۔ اور کلمہ من انفسکم میں بہت
تفصیل سے فرق بیان کیا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ من انفسکم میں لفظ انفس سے جنس عرب

اور ضمیر کم سے اہل مکہ یا صحابہ مراد لئے گئے ہین پس مطلب یہ ہوا کہ رسول از جنس اہل مکہ یا از جنس صحابہ ہین - حاصل کلام یہ کہ لفظ من انفسکم مین رسول کی اضافت اہل مکہ یا صحابہ کی طرف ہو گئی اور لفظ انفسنا مین کلمہ انفس ضمیر جمع متکلم کی طرف مضاف ہے اس ضمیر متکلم سے بالاتفاق رسول اللہ مراد ہین رہا لفظ انفس تو اس مین اختلاف عظیم ہے جابر وغیرہ نبی و علی کو مراد لیتے ہین مدیر النجم ساری جماعت صحابہ اور ہمارے عقیدہ مین صرف جناب امیر مراد ہین اور مؤیدین کے علاوہ حدیث قولی و فعلی سے بھی ہماری تصدیق ہوتی ہے مدیر النجم کا کوئی گواہ نہین ہے - طبری نے صرف آنحضرت کو مراد لیا ہے طبری کے قول پر انفس (مضاف) سے بھی رسول اللہ مراد ہوئے اور ضمیر (مضاف الیہ) سے بھی آنحضرت مضاف اور مضاف الیہ ایک ہی ذات ہو گئی اور ایسی اضافت اس جگہ جائز نہین انتہی ملخصاً -

(دفع) واہ جناب واہ کیا بلاغ نحو کی سیر کرائی ہے فیا للعجب ولضیعۃ الادب معلوم ہوتا ہے آپ کو عربیت سے مطلقاً مس نہین ہے مولوی صاحب انفس سے مراد جنس عرب کس نے لکھا ہے نیز اگر صرف انفس کی مراد جنس عرب ہو سکتی ہے تو کسی عربی کو یہ کہنا کہ ھو من الانفس یا اسکا خود کہنا انا من الانفس اور عربی مراد لینا صحیح ہوگا اپنے مجتہدین کی شہادت اسپر پیش کیجئے نیز جب صرف انفس ہی کے معنی جنس عرب کے ہو گئے تو کُم کی طرف اسکی اضافت بے سود ہے اس لیئے کہ آپ صلہ مین لکھ چکے ہین کہ اس آیت مین رسول اللہ کا جنس عرب سے ہونا بیان کیا گیا ہے اور یہ مقصود تو صرف من الانفس سے حاصل ہے - اس کے علاوہ جب کہ انفس سے مراد جنس عرب ہے اور انفسکم جس کی مراد اہل مکہ یا صحابہ ہین کی طرف مضاف ہے تو اس آیت مین جنس عرب اہل مکہ یا صحابہ کی طرف مضاف ہوئی - پس آپ نے یہ کیسے کہدیا کہ اس آیت مین رسول اللہ کی اضافت اہل مکہ یا صحابہ کی طرف ہو گئی -

لفظ انفسنا کے متعلق آپ کا یہ کہنا کہ اس مین ضمیر جمع متکلم سے بالاتفاق رسول اللہ مراد ہین بالکل بے بنیاد بات اور محض افترا ہے آپ ہمارے علما مین سے ایک شخص کا نام پیش کیجئے جس نے لکھا ہو کہ ضمیر متکلم سے صرف رسول اللہ کی ذات مراد ہے آگے آپ کا یہ لکھنا بھی دروغ گو را حافظہ نباشد کا مصداق ہے کہ انفس کی مراد جابر نے نبی و وصی بتائی ہے اولاً تو جو قول آپ نے جابرؓ کے نام سے نقل کیا ہے اسکی نسبت ہی جابر کی طرف کم از کم مشکوک ہے لیکن علے سبیل الفرض وہ قول صحیح بھی

ہو تو انھون نے صرف انفس کی یہ مراد نہین بتائی ہے بلکہ مضاف مضاف الیہ کے مجموعہ یعنے پورے انفسنا کی مراد بتائی ہے چنانچہ آپ نے خود ص۳۶ مین ان کا قول یون نقل کیا ہے انفسنا رسول اللہ علی الخ اسی طرح طبری نے بھی صرف انفس کی مراد ذات شریف نبی نہین لکھی بلکہ انفسنا کی۔ مولانا نے جو عبارت طبری سے نقل کی ہے اسکو آپ بھی ص۲ مین نقل کر چکے ہین جو یون ہے لا نسلم ان المراد بانفسنا الامیر بل المراد نفسہ الشریفہ الخ۔ پس آپ کا یہ کہنا کہ طبری کے قول پر اضافت الشیٔ الی نفسہ لازم آتی ہے بناء فاسد علے الفاسد اور محض آپ کی خوش فہمی سے لازم آتی ہے نیز بتایئے کہ ویحذرکم اللہ نفسہ مین اضافۃ الشیٔ الی نفسہ لازم آتی ہے یا نہین اگر ہے تو اسکے جواز کی کیا صورت اور اگر نہین تو کیون۔ اسکے بعد آپ نے اضافت کی قسمین اوران کے فوائد لکھکر فضول وقت ضائع کیا ہے پھر کلمہ انفسنا سے صرف جناب امیر کا مراد ہونا یون ثابت کیا ہے کہ کلمۂ انفسنا سے رسول اللہ کو مراد لینا یا جماعت صحابہ کو باطل ہے پس تیسری شق یعنے علی کا مراد ہونا ثابت۔ رسول اللہ کا مراد ہونا جو طبری کا قول ہے اس لیئے باطل ہے کہ جب لفظ انفس سے جو مضاف ہے رسول اللہ کو مراد لیا تو وہ معرفہ اور معین ہو گیا اب اسکو معرفہ ہونیکے لئے مضاف ہونے کی ضرورت نہین رہی لہذا اسکی اضافت معرفہ کی طرف غلط ہو گئی نیز قاعدہ دعوت یہ ہے کہ بلانے والا دوسرے کو بلاتا ہے نہ اپنے نفس کو پس معلوم ہوا کہ خدا نے رسول اللہ کو یہ حکم نہین دیا تھا ورنہ تنہا جاتے۔

اسی طرح جماعت صحابہ کو مراد لینا بھی جو (مولانا) عبدالشکور صاحب کا مسلک ہے غلط ہے اسلیئے کہ خدا نے لفظ انفس سے صحابہ مراد لیکر ضمیر متکلم کی طرف مضاف نہین کیا تھا ورنہ رسول اللہ خدا کی لگائی ہوئی اضافت کو نہ قطع کرتے اور تمام صحابہ کو ہمراہ لیتے جب یہ قول بھی باطل ہو گیا تو اب یہ قول رہ گیا کہ لفظ انفسنا سے صرف جناب امیر مراد ہین۔ (ص۵۷)

(دفع) سبحان اللہ کیا منطقیانہ انداز ہے ہر ہر لفظ سے منطق ٹپک رہی ہے۔ مولوی صاحب آپ کے حواس اس قدر منتشر کیون ہین طبری نے یہ کہان لکھا ہے کہ صرف لفظ انفس سے رسول اللہ مراد ہین علاوہ برین جب لفظ انفس سے آپ نے علی کو مراد لیا جیسا کہ آپ نے ص۵۶ اور ص۵۷ مین تصریح کی ہے تو اس صورت مین لفظ انفس معرفہ اور معین ہوا یا نہین اگر ہوا تو اس صورت مین بھی

اسکی اضافت معرفہ کی طرف غلط ہو گئی ؎

اُلجھا ہے پاؤن یار کا زلف دراز مین   تو خود ہی اپنے دام مین صیاد آگیا

اور اگر معرفہ نہین ہوا تو رسول اللہ مراد لینے کی صورت مین بھی معرفہ نہین ہوا اور اگر کوئی فرق ہے تو اسکو ظاہر کیجئے۔

اسکے بعد جو آپ نے قاعدہ دعوت لکھا ہے ثابت کیجئے کہ یہ قاعدہ آپ کے کسی امام نے بیان کیا ہے یا آپ کا اجتہاد ہے پھر بتایئے کہ ان محاورات صحیحہ مین آپ کا قاعدہ کیون ٹوٹ گیا یا یہی ثابت کیجئے کہ یہ محاورات غلط ہین دعوت نفسی الی کذا۔ دعنہ نفسہ الی کذا وغیرھما۔ زمخشری صاحب کشاف نے ایک جگہ لکھا ہے دعا نفسہ الی الاقدام علیہ (کشاف ج ۱ ص ۱۲۴) اسی طرح قاعدہ امر بھی تو یہی ہے کہ حکم کرنے والا دوسرے کو حکم کرتا ہے حالانکہ محاورات بلغا مین برابر امرتنی نفسی یا امرت نفسی بولتے ہین۔ اسی کی نظیر طوعت لہ نفسہ قتل اخیہ ہے۔

علامہ آلوسی نے آپ کے طبرسی کے حوالہ سے اس قول کو نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ فضول بکواس ہے (روح المعانی) باقی رسول اللہ کا تنہا نہ جانا اسکی دلیل نہین ہے کہ انفسنا سے علی مراد ہین۔ کما مر مرارا۔ اسی طرح دوسری شق کا ابطال بھی اسپر مبنی ہے کہ صرف لفظ انفس سے صحابہ کو مراد لیا جائے اور پھر اسکی اضافت ضمیر کی طرف ہو حالانکہ اسکو کوئی نہین کہتا جو لوگ بھی صحابہ کو مراد لیتے ہین وہ لفظ انفسنا (یعنی انفس حال کونہ مضافا الی ضمیر المتکلم) سے مراد لیتے ہین لہذا صحابہ کی اضافت ضمیر کی طرف نہین ہوئی بلکہ لفظ انفس جب مضاف ہوا ضمیر کی طرف تو مضاف مضاف الیہ کے مجموعہ سے صحابہ مراد ہوے۔ رہا قطع اضافت کا الزام اور صحابہ کو نہ بلانا تو آپ کی اس بکواس کا جواب بار بار ہو چکا ہے۔ پس جبکہ یہ دونون احتمال آپ کی تقریر سے باطل نہین ہو سکتے تو انفسنا سے صرف حضرت امیر کا مراد ہونا بھی ثابت نہ ہو سکا۔

اس بکواس کے بعد اعجاز صاحب نے واعظانہ رنگ اختیار کیا ہے اور خطابی طریق سے خلافت بلافصل ثابت کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انفسنا مین انفس سے مراد علی اور ضمیر متکلم سے مراد ذات آنحضرت پس علی کی اضافت ذات سرور کائنات کی طرف ہوئی پس یہ اضافت علی کے لیئے یقیناً زیادتی شرف کا سبب ہے چنانچہ چند آیات مین اللہ رب العزت نے چند اشیاء کو اپنی طرف مضاف کیا ہے اور ان کو مختلف

شرف حاصل ہوئے ہین اسی طرح آیۂ مباہلہ مین جو نفس مخصوص (علی) جناب ختمی منزلت کی طرف مضاف ہے اسے ایک فضیلت خاصہ غیر شاملہ درگاہ الٰہی سے عطا ہوئی وہ خلافت و ولایت کلیہ مطلقہ ہے۔

(دفع) اس تقریر کی سخافت و رکاکت ہر پڑھے لکھے آدمی پر واضح ہے۔ تاہم اعجاز صاحب کو اس پر بڑا ناز ہے اس لیئے چند باتین عرض کیجاتی ہین (۱) صرف لفظ انفس سے حضرت علی کا مراد ہونا بیان کرنا۔ ہذیان سے زیادہ وقعت نہین رکھتا اس لیئے کہ اس مین اور قباحتون کے علاوہ یہ قباحت بھی ہے کہ اس صورت مین معرفہ کی اضافت معرفہ کی طرف ہو جائیگی اور اعجاز صاحب خود اسکو باطل کہہ چکے ہین (۲) اعجاز صاحب بتائین کہ صرف نفس یا انفس ہی جب خدا یا رسول خدا کی طرف مضاف ہو تو مضاف کے لیئے شرف اور حصول فضیلت خاصہ کا سبب ہوتا ہے یا اور چیزین بھی مضاف ہون تو ان کو بھی یہ شرف حاصل ہوگا اگر پہلی شق ہے تو گذارش ہے کہ آپ نے حصول شرف کی مثال مین چار آیتین لکھی ہین ان مین سے کسی مین بھی لفظ نفس یا انفس مضاف نہین۔ حالانکہ آپ ان چارون مثالون مین مضاف کے لیئے حصول شرف کے قائل ہین انہین مثالون سے استناد کر کے علی کے لیئے حصول شرف کو ثابت کرتے ہین پس نفس یا انفس کی تخصیص غلط ہو گئی۔ اور اگر دوسری شق ہے تو آپکا مسئلہ مین یہ مطالبہ محض بیہودہ ہے کہ قرآن سے تلاش کر کے ایسی مثال پیش کیجیے جس مین لفظ نفس یا انفس یا انفس رسول اللہ کی طرف مضاف ہو اور کلمۂ مذکورہ سے صحابہ مراد ہون۔ اب نفس یا انفس کی کیا تخصیص۔ آخر آیات منقولہ مین بھی تو لفظ نفس یا انفس مضاف نہین ہے۔ پس کلمۂ انفس کی تخصیص نہین رہی تو ہم پوچھتے ہین کہ یہ حصول شرف ہر اس جگہ لازم ہے جہان اللہ یا اسکے رسول کی طرف کوئی شے مضاف ہو یا ہر جگہ ہونا لازم نہین ہے اگر لازم ہے تو کسی خاص شرف داور وہی خلافت) کا حصول لازم ہے یا کسی شرف کی خصوصیت نہین ہے پس اگر ہر ایسی جگہ اس خاص شرف کا حصول لازم ہے تو ثابت کیجیے کہ یہ کہان سے ثابت ہے اصول عربیت سے یا قواعد شرع سے یا دلیل عقلی سے نیز اس صورت مین آپ ہی کے قول سے لازم آگیا کہ آنحضرت کا پورا عشیرہ تمام لڑکیان اور جملہ ازواج مطہرات اس خاص شرف یعنے خلافت کلیہ مطلقہ سے نوازی گئیین کہ آیات ذیل مین ہر سہ کی اضافت رسول اللہ کی طرف ہوئی ہے۔ وانذر عشیرتک الاقربین یا ایھا النبی قل لازواجک و بناتک الآیۃ۔ یا نساء النبی لستن کاحد من النساء انا

احللنالك ازواجك وغیر ذالك من الآیات اور اگر آپ کہین کہ ان مذکورین کی خلافت تو خود آپ بھی تسلیم نہین کرتے تو مین کہونگا کہ یہان اس سے بحث نہین یہان تو یہ دکھانا ہے کہ آپ کی دلیل سے یہ لازم آتا ہے لہذا اگر آپ اپنی دلیل کو صحیح کہین گے تو آپ کو ان مذکورین کے لئے بھی اس شرف خاص کا حصول تسلیم کرنا پڑے گا۔ باقی رہے ہم تو ہم آپکی دلیل ہی کو کب صحیح مانتے ہین جو ہم پر الزام عائد ہو۔ اور اگر اس سے آپ کی تسکین نہ ہو تو پھر آیئے ہم وہی آیت سُنا دین جس کو سنکر ہر شیعہ کے سر سے پانون تک سناٹا چھا جاتا ہے سنیے اذیقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا کہیے مولوی صاحب اب تو آپ کہین گے کہ ؎

پہان تھا دام سخت قریب آشیانہ کے ۔ اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

دیکھیے یہان صاحب ضمیر غائب کی طرف مضاف ہے اور صاحب سے باتفاق شیعہ وسُنی حضرت ابوبکر مراد ہین اسی طرح ضمیر غائب باجماع فریقین رسول اللہ کی ذات مراد ہے پس (اعجاز صاحب کے الفاظ یہ ہین) جو صاحب مخصوص جناب ختمی منزلت کی طرف مضاف ہے اسے ایک فضیلت خاصہ غیر شاملہ درگاہ الٰہی سے عطا ہوئی ہے اور وہ خلافت و ولایت کلیہ مطلقہ ہے یہی وہ منزلت عالیہ ہے جس مین صاحب نبی کا کوئی دوسرا صحابی (جن مین آل عبا بھی شامل ہین) شریک و سہیم نہین ہے یہی ولایت عامہ ہے یہی خلافت بلا فصل ہے جس پر صرف جناب صاحب نبی فائز ہوئے یہان سے یہ معلوم ہوا کہ صرف اسی نفس قدسی و نوری مین صلاحیت تھی کہ خدائے ذوالجلال اور اسکے قدسی پیکر رسول کی بزم خاص مین تنہا اور صرف تنہا باریاب ہو کر ماظنک باثنین اللہ ثالثھما سے نوازا گیا اور جب کہ معیت خدا سے شرف ہونے والی ایک ذات مرتبہ خاتمیت رسالت پر فائز ہوئی اور باب نبوت بند ہوگیا تو غیرت و حکمت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ اس معیت سے ممتاز ہونے والا دوسرا فرد وزارت خاتم الرسل کے مرتبہ دائرہ ہو پھر ان کے بعد نیابت و خلافت رسالت کا شرف بھی وہی پائے اسی کی ترجمانی سرور کائنات کی اس حدیث مین کیگئی۔ ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر (مسلم) مولوی صاحب ٹھنڈے دل سے ہماری تقریر کو پڑھیے۔

خلافت صدیقیہ بلا فصل کے اس استدلال کی نظیر آپ کو دوسری جگہ نہ ملیگی اور اسکو نہ بھولیے گا کہ الفسانی کی دلالت سے صاحبہ کی دلالت بہت زیادہ اقوی و اجلی ہے کہ انفس مین وہ دو مجاز اختیار کرنے

برتین گے ایک صیغہ جمع سے واحد مراد لینا دوسرے نفس سے ابن العم یا علاقہ تشبیہ والا مجاز مراد لینا برخلاف صاحب کے وہ اپنی حقیقت پر ہے دوسرے آیۂ مباہلہ کے الفاظ مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے جس سے انفسنا کی مراد کی طرف انتقال ذہن مین مدد ملے برخلاف اس آیت کے تیسرے انفسنا مین اختلاف عظیم ہے اس امر کا خود آپ کو اعتراف ہے برخلاف صاحب کے ھذا ولھا ذکرنا مزایا اخر لیس ھذا المحل تفصیلھا۔

اور اگر ہر جگہ حصول شرف لازم نہو یا حصول شرف مخصوص لازم نہو تو پھر یہ اضافت حضرت علی کے لیئے مطلق حصول شرف یا حصول شرف مخصوص کی دلیل نہین ہو سکتی اس لیئے کہ آپ کی دلیل کا کبریٰ کلیہ نہین رہا فلا یلزم الاندراج۔ یا دوسرے لفظون مین یون سمجھیے کہ جب ہر جگہ یہ ضروری نہ رہا بلکہ بعض جگہ ہوگا اور بعض جگہ نہوگا تو کیا ضروری ہے کہ یہ جگہ انھین مین سے ہو جہان حصول شرف ضروری ہے یہ کیون نہین ہو سکتا کہ یہ ان مقامات مین سے ہو جہان حصول شرف ضروری نہین ہوتا۔

(۳) آپ نے جن مثالون کو ذکر کیا ہے ان مین باری تعالیٰ کی طرف اضافت کی وجہ سے حصول شرف ہوا ہے اور مثال متنازع فیہ مین رسول اللہ کی طرف اضافت ہے بس کیا اضافت الی الرسول کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق نہین۔ آپ کے زعم مین تو ذرا سی بات مین قیاس مع الفارق۔ لازم آجاتا ہے پس کیا آپ کے نزدیک خدا اور رسول مین کوئی فرق نہین ہے۔

(مولانا) نے لکھا تھا کہ لفظ ابنائنا جمع ابن کی ہے لغت عرب مین ابن اپنے بیٹے کو کہتے ہین اور نواسہ کو ابن البنت کہتے ہین۔

(مجادلہ) غلط ہے کہ ابنائنا جمع ابن کی ہے بلکہ ابناء جمع ابن کی ہے اور پوتے اور نواسے کو بھی ابن کہتے ہین ملاحظہ ہو تفسیر کبیر ص ۲۶۵/۶ ھذہ الآیۃ دالۃ علی ان الحسن والحسین کانا ابنی رسول اللہ اور صواعق محرقہ مین یہ حدیث ہے ابنی ھذا سید۔

(دفع) آیۂ مباہلہ کو استشہاد مین پیش کرنا کالمصادرۃ علی المطلوب ہے کہ اسی آیت مین لفظ ابناء کی مراد مین نزاع ہے اور اسی آیت کو آپ ثبوت مدعا مین پیش کرتے ہین۔ نیز مولانا یہ بیان کرتے ہین کہ لغت حقیقۃ ابن کا اطلاق صلبی لڑکے پر ہوتا ہے اور نواسے وغیرہ پر مجازاً بولا

جاتا ہے چنانچہ آگے چل کر مولانا نے تصریح کی ہے کہ احادیث مین بیشک وارد ہوا ہے کہ آنحضرت نے حضرات حسنین کو بیٹا فرمایا مگر یہ فرمانا بطور مجاز کے ہے۔ پس جو دلیلین آپ نے ذکر کی ہین اُن سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ ابن کا اطلاق حقیقۃً نواسے پر ہوتا ہے رہا مجاز تو اس مین کلام نہین ہان دونون جوابون کے علاوہ اور جو دلائل آپ نے پیش کیے ہین ان سے بھی یہ ثابت نہین ہوتا کہ لفظ ابن نواسے کے لیے بھی حقیقت ہے پس اگر آپ سچے ہین تو لغت سے ثابت کیجیے کہ ابن کا اطلاق حقیقۃً نواسے پر بھی ہوتا ہے یون خالی خولی ادل قول اُڑانے سے کچھ نہین ہوتا۔

(مولانا) نے لکھا تھا کہ قرآن مجید مین آنحضرت کی نسبت فرمایا کہ آپ کسی مرد کے باپ نہین ما کان محمد ابا احد من رجالکم لہذا کسی مرد کو آپ کا بیٹا کہنا اس آیت کے خلاف ہوگا۔

(مجادلہ) یہ محض قرآن مین چوری اور تحریف حرام اور خدا پر افترا ہے کہ خدا نے تو یہ فرمایا کہ آنحضرت تمھارے مردون مین سے کسی کے باپ نہین ہین اور آپ نے یہ لکھدیا کہ کسی مرد کے باپ نہین لہذا آپ نے رجالکم مین سے کم ساقط کردیا۔

(دفع) مولوی صاحب آپ نے یہ ظاہر نہین کیا کہ آیت مین کون کون مرد مخاطب تھے جبتک آپ اسکو ظاہر نہین کرین گے اس وقت تک ہر شخص یہی سمجھے گا کہ آیت مین جملہ مومنین سے خطاب ہے پس مطلب یہ ہوگا کہ آنحضرت مومنین مین سے کسی مرد کے باپ نہین ہین اور اس مین اور مولانا کے ترجمہ (آپ کسی مرد کے باپ نہین ہین) مین کوئی فرق نہین ہے اس لیے کہ کسی مرد کی مراد مرد مومن ہی ہے کہ مرد کافر مین گفتگو ہی نہین اسکے لیے آنحضرت کا باپ ہونا بالبداہت باطل ہے پس آپ سے سوال ہے کہ حضرات حسنین مومنین کے عموم مین داخل ہین یا نہین ہم مسلمان تو اس کے قائل ہین کہ حضرات حسنین اس عموم مین داخل ہین اور رسول اللہ سے ہر مومن کے باپ ہونے کی نفی کیگئی ہے باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ آیت مین زید بن حارثہ کے ابن الرسول ہونے کی نفی ہے۔ رسول کا پدر حسنین ہونا کسی آیت مین منفی نہین ہے اور اسکے لیے ابن حجر کے قول۔ قولہ تعالے ما کان محمد ابا احد من رجالکم انما سیق لانقطاع التبنی الخ سے استناد کرنا محض غلط ہے مورد آیت بلا شبہہ زید بن حارثہ کی تبنی ہی کا واقعہ ہے لیکن

الفاظ آیت بالکل عام ہین اور ظاہر ہے کہ اعتبار عموم الفاظ کا ہی ہوتا ہے خصوص مورد کا نہین ۔
العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المورد اور جن لوگون نے تخصیص کی کوشش کی ہے
ان کی غرض یہ ہے کہ قاسم وطیب وابراہیم سے نقض نہ وارد ہو لیکن اس نقض کے دفعیہ کے لیے
الفاظ مین تخصیص بے ضرورت ہے اس لیے کہ نزول آیت کے وقت حضرات مذکورین مین سے
کوئی زندہ نہ تھا لہذا اس وقت مین یہ کہنا بلا تاویل درست ہے کہ آنحضرت تمھارے مردون مین
سے کسی کے باپ نہین ہین ۔ اسی طرح حسنین سے بھی نقض نہین وارد ہوتا اس لیے کہ آیت مین
ابوۃ حقیقیۃ کی نفی کیگئی ہے راغب نے تصریح کی ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم
انما ہو نفی الولادۃ اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ حسنین کے حقیقی باپ اور والد نہین ہین پس
حسنین کو رجال سے خارج کرنے کے لیئے یہ کہنا کہ لغت عرب مین رجال بالغ مردون کو کہا جاتا
ہے بے ضرورت ہونے کے علاوہ بے دلیل بلکہ محاورۂ قرآنی کے خلاف بھی ہے اگر اعجاز صاحب
صداقت رکھتے ہین تو لغت عرب سے ثابت کرین کہ رجال بالغ مردون ہی کو کہا جاتا ہے ہم تو یہ
جانتے کہ لغت مین الرجل خلاف المرأۃ ۔ (منجد) لکھا ہے اور مرأۃ کو مرء کا مؤنث بتایا ہے اور مرء
کے معنے انسان بیان کیئے ہین اور محاورہ قرآنی بھی ہے ۔

وان کان رجل یورث کلالۃ او امرأۃ ولہ اخ او اخت دیکھیے یہان رجل و امرأۃ
سے بالغ و نابالغ دونون باتفاق مراد ہین ورنہ لازم آئےگا کہ کوئی نابالغ لڑکا یا لڑکی مرجائے
اور اسکے اخیافی بھائی بہن کے سوا کوئی نہ ہو تو وہ اس حکم سے خارج ہو ولا قائل بہ احد ۔

(مولانا) نے لکھا تھا لفظ نساء نا جمع ہے اسکے معنی عورتون کے ہین جب یہ لفظ کسی شخص کیطرف
مضاف ہوتا ہے تو اس لفظ سے اسکی زوجہ مراد ہوتی ہے قرآن مین کئی جگہ یہ لفظ مضاف ہو کر
مستعمل ہوا ہے وہان باتفاق زوجہ مراد ہے سورۂ احزاب مین یا نساء النبی سے بلا اختلاف
ازواج نبی مراد ہین لہذا اس لفظ سے فاطمہ کو مراد لینا کسی طرح صحیح نہین ہے کسی زبان مین
کسی کی بیٹی کو اسکی عورت نہین کہتے ۔

(مجادلہ) آپ کا یہ قول غلط ہے کہ قرآن مین کئی جگہ یہ لفظ مستعمل ہوا ہے تو اس لفظ نساء
سے باتفاق ازواج مراد ہین ۔ بلکہ قرآن مین چار جگہ یہ لفظ مضاف مستعمل ہے لیکن اس لفظ سے

بیٹیاں مراد ہین۔ یستحیون نساء کم۔ یستحیی نسائھم۔ یستحیون نسائکم۔ یستحیون نسائکم۔ ثبوت کے لیئے خازن بغوی کشاف نیشاپوری حسینی دیکھیئے۔

(دفع) مولوی صاحب افسوس ہے کہ ابھی تک آپ کو یہ بھی معلوم نہین کہ تناقض کے لیئے اختلاف فی الکم ضروری ہے حالانکہ یہ تہذیب ہی مین موجود ہے کہ ولا بد من الاختلاف فی الکم پس جب تناقض کیلیئے اختلاف فی الکم ضروری ہے تو سنیئے کہ آپ کا یہ قضیہ کہ چار جگہ قرآن مین یہ لفظ مضاف مستعمل ہے اور اس سے بیٹیاں مراد ہین،، اگر صادق بھی ہو تو مولانا کے قضیہ کہ قرآن مین کئی جگہ یہ لفظ مضاف مستعمل ہوا ہے اور اس سے باتفاق ازواج مراد ہین،، (یعنی بیٹیاں مراد نہین ہین) کے کذب کو مستلزم نہین ہے کہ دونون جزئیہ ہین ولا بد للتناقض من جزئیۃ احدھما وکلیۃ الاخر۔ بہر حال اولاً قرآن مین کہین لفظ نساء مضاف سے بیٹیان مراد ہون تو اس سے مولانا کے مذکورۂ بالا قول کی تغلیط نہین ہوتی۔

ثانیاً اسی مین کلام ہے کہ آپ کے ذکر کیئے ہوئے مقامات اربعہ مین بیٹیان مراد ہین آخر بیبیان مراد لینے مین کیا قباحت ہے اور یہ کیون نہین ہو سکتا کہ آیت کی مراد یہ ہو کہ فرعون بنی اسرائیل کے بیٹیون کو ذبح کراتا تھا اور یہ نہین کرتا تھا کہ عورتون ہی کو مروا ڈالے کہ ایک ہی دن جو مصیبت آنا ہو آ رہتی اور بار بار لڑکے کی پیدائش کے وقت اسکے خاک و خون مین تڑپنے کا جانگسل نظارہ نہ کرنا پڑتا بلکہ جبریہ خدمتین لینے کے لیئے عورتون کو باقی رکھتا تھا۔

مولانا اعجاز صاحب کے معلومات مین اضافہ کی غرض سے یہ بتا دینا مناسب ہے کہ یستحیون کے تین معنے مفسرین نے بیان کیئے ہین یستبقون (یعنی زندہ باقی رکھتے تھے) اور یسترقون (لونڈی بناتے تھے) لینے خدمت لیتے تھے۔ یفتشون الحیاء و الحیاء الفرج۔ پس پچھلی دونون صورتون مین تو نساء کا بیبیون کے معنی مین ہونا ظاہر ہے اور پہلے معنی کی صورت مین بھی ہم اسکا بیبیون کے معنی مین ہونا ثابت کر چلے پس مولانا کا دعوی کلیۃ بھی صحیح ہے۔

ثالثاً) اعجاز صاحب نے جن کتابون کا حوالہ دیا ہے ان مین ہم نے خازن بغوی۔ کشاف کا مطالعہ کیا ان مین سے کسی مین بھی مذکورۂ بالا مقامات مین نساء بمعنی بنات نہین لکھا ہے بلکہ

کشاف مین نساءکم کا لفظ بھی مذکور نہین ہے اگر اعجاز صاحب سچے ہین توان کتابون کی عبارتین نقل کرکے ثابت کرین۔

(رابعًا) ان مقامات اربعہ مین وہ تین مقامات جہان لیستحیون نساءکم وارد ہے وہان تو نساء کی اضافت مخاطبین موجودین فی عہد الرسول کی طرف مجاز ہے اور نسائنا مین حقیقیہ۔ پس کیا اضافت حقیقت کو اضافت مجازیہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہوگا۔ رہی چوتھی مثال اسکے لیئے جواب نمبر ۲ کافی ہے۔

خامسًا مولانا نے شخص کی جانب مضاف ہونے کی صورت مین یہ دعوی کیا تھا اور آپ نے جو مثالین پیش کی ہین ان مین صنف بنی اسرائیل کی طرف اضافت ہے اور یہ ضروری نہین کہ اضافت الی الشخص کی صورت مین جس مین معنی کے لیئے لفظ نساء مفید ہو بعینہ اسی معنی کیلئے اضافت الی الصنف کی صورت مین بھی ہو۔ اس کے بعد اعجاز صاحب نے اردو کی ایک مثال سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ کسی شخص کی مان بہنین بھی محاورہ مین اس کی عورتین کہی جاسکتی ہین وہ مثال یہ ہے کہ کسی شخص کے گھر کی عورتین سواریون مین بیٹھکر کسی تقریب مین شرکت کے لیئے جائین اور جب وہان پہونچین توکوئی پوچھے کہ یہ سواریان کہان سے آئی ہین اسکے جواب مین کہا جائے کہ یہ فلان شخص کی عورتین ہین۔ پس اس صورت مین اس شخص کے گھر کی ساری عورتون کو اسکی عورتین کہا گیا۔

(دفع) اسکا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ مثال آپ کی خانہ ساز ہے۔ اگر ثابت ہی کرنا تھا تو اہل زبان کی کسی تصنیف مین اس قسم کی عبارت دکھاتے جس مین کسی شخص کی بیٹیون اور بہنون کو اسکی عورتون سے تعبیر کیا گیا ہوتا اب آپ خود تو اہل زبان ہین نہین اس لیئے آپ کی بناوٹی مثال بھی قابل تسلیم نہین۔

اس لیئے کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ بدایون مین کسی کی مان بہن بیٹی دادی نانی پوتی نواسی وغیرہا کو اسکی عورتین کہتے ہون تو ہمکو اس سے بحث نہین اہل زبان نہین بولتے۔

ثانیًا فرض کیجیے کہ آپ کے خاندان مین کسی کے یہان شادی ہو اور محفل شادی اہن جناب کی صاحبزادی صاحبہ فنس مین بیٹھکر یا موٹر پر سوار ہوکر زینت افزائی محفل بننے کے لیئے تشریف

البجلین) درخانۂ شادی کے دروازہ پر پہونچ وہان کا کوئی منتظم یہ پوچھے کہ یہ سواری کہان سے آئی ہے تو کیا اسکو یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ یہ مبلغ بے مثال واعظ شیرین مقال جناب مولانا اعجاز حسن صاحب بدایونی کی عورت تشریف لائی ہین۔ توبہ توبہ ہرگز نہین۔ ہم تو یہی کہین گے کہ یہ جواب نہین دیا جاسکتا اور کسی زبان مین کسی کی بیٹی کو بھی اسکی عورت کہنا درست نہین۔ مگر آپ کو اختیار ہے جس طرح جی چاہے بولیئے۔ ہان اب آپ کی سمجھ مین آگیا ہوگا کہ آپ کی بیٹی کو آپ کی عورت نہین کہا جاسکتا بس اسی طرح کلمہ نسائنا سے حضرت فاطمہ زہرا جگر گوشۂ رسول ہرگز نہین مراد ہوسکتین۔

(مولانا) نے لکھا تھا کہ مباہلہ کے ایک فریق کے لیئے جو الفاظ ہین ان کے معانی کو شیعون نے تصنیف کرلیئے مگر دوسرے فریق کے لیے بھی تو یہی الفاظ ہین مگر ان کے کوئی معنی حضرات شیعون نے نہین بیان کیئے۔

(مجادلہ مع رد) ہمارے بیان کیئے ہوئے معانی قول حضرت جابر وغیرہ کے مطابق اور حدیث عائشہ اسکی مؤید اور آنحضرت کی حدیث قولی وفعلی اسکی اصل ہے (صفحات سابقہ مین تفصیل بتایا جاچکا ہے کہ ان مین سے کوئی بات بھی نہین ہے) بیشک گروہ نصاریٰ کو بھی اسی نوعیت کے اشخاص مدعو کرنے کا حکم رسول اللہ نے دیا تھا (روایت سے ثابت کیجئے خالی دعویٰ کس کام کا) انبیائے سابقین کا کوئی مباہلہ ایسا نہین ہوا جس مین آئین کہنے کو نبی نے اپنے اہل واصحاب کو ہمراہ لیا ہو۔

(دلائل) اس وقت فریق مطلین کے انفس و ابنا مین گفتگو ہو رہی ہے پس آپ فریق محقین کا ذکر کیون کرتے ہین یہ ثابت کیجئے کہ ان انبیائے سابقین کے مخالفین مباہلہ مین اپنی بیٹیون اور چچازاد بھائیون اور نواسون کو لیکر آئے تھے تاکہ ان کے حالات پر آپ نصاریٰ نجران کو قیاس کرسکین بتائیے یہ آپ کو کہان سے معلوم ہوا کہ انبیائے سابقین مباہلہ مین اپنے ازواج اصحاب کو نہین لے گئے تھے اگر کوئی ثبوت ہو تو پیش کیجئے ورنہ یون تو آپ کا خصم بھی کہہ سکتا ہے کہ انبیائے سابقین کا کوئی مباہلہ ایسا نہین ہوا جس مین نبی نے صرف اپنی بیٹی اور چچازاد بھائی اور نواسون کو آئین کہنے کو لیا ہو ورنہ بحوالۂ کتب مع نقل عبارت ثبوت دیجئے۔

(مجادلہ) آپ نے خود تفسیر بیضاوی سے یہ عبارت نقل فرمائی ہے یدع کل مناد منکم نفسہ واعزۃ اھلہ یعنے ہم مین سے اور تم مین سے ہر شخص اپنے نفس اور اپنے عزیز ترین اہل کو بلائے۔ آپ کے مفسر نے دستور مباہلہ کے مطابق دونون فریق کے لیئے ایک ہی نوعیت کے اشخاص مراد لیئے ازواج کا اس عبارت مین وہم بھی نہین ہوتا نیز کسی زبان مین زوجہ کو عزیز ترین اہل نہین کہا جاتا۔

(دفع) آپ کی بھی عجیب سمجھ ہے اتحاد نوعیت مدعوین طرفین ثابت کرنے کے لیئے آپ کو تفسیر بیضاوی کا حوالہ دینے کی کیا ضرورت تھی قرآن مین تو خود ہی دونون طرف کے مدعوین کو یکسان الفاظ مین بیان کیا گیا ہے۔ لہذا قرآن کا حوالہ کافی تھا۔ مولوی صاحب مولانا کے فرمانے کا مطلب پہلے سمجھیئے پھر جواب دینے کی کوشش کیجیئے مولانا یہ کہتے ہین کہ مباہلہ مذکورہ فی الآیہ کے ایک فریق تو رسول اللہ اور ان کے متبعین ہین اور دوسرا فریق نجران کے عیسائیون کا ہے پس آپ جب یہ ثابت کرتے ہین کہ اللہ تعالے نے ابناءنا ونساءنا وانفسنا فرما کر فریق اول کی طرف سے حسنین ؑ فاطمہ ؑ وعلی کو تجویز کیا تو آپ یہ بھی ثابت کیجئے کہ ابناءکم و نساءکم وانفسکم مین فریق ثانی کی طرف کن کن مخصوص و مشخص عیسائیون کو باری تعالی نے شرکت کے لیئے نامزد کیا ہے۔ جبکہ دونون طرف ایک ہی قسم کے الفاظ ہین تو کیا وجہ ہے کہ ایک طرف متعین اشخاص مراد ہون اور دوسری طرف نہ ہون۔ پس بتایئے کہ وہ کون شخص عیسائی تھا جس کو حکم تھا کہ وہ اپنے فلان فلان اعزہ کو لیا آئے اب بتایئے کہ تفسیر بیضاوی کی عبارت سے آپ کی کیا تائید ہوتی ہے کیا اس عبارت مین یہ مذکور ہے کہ عیسائیون کی طرف سے فلان فلان معین ابناء۔ نساء۔ انفس تھے تائید تو درکنار بیضاوی کی عبارت تو آپ کے حق مین سخت مضر اور آپ کے تخیلات باطلہ و رکیکہ فاسدہ کا بالکلیہ ازالہ کر رہی ہے کہ اس مین صاف تصریح موجود ہے کہ دونون فریق کا ہر شخص مع اپنے تمام اعزہ کے شریک مباہلہ ہو چنانچہ آپ نے خود ترجمہ کیا ہے کہ ہم مین سے اور تم مین سے ہر شخص اپنے نفس اور عزیز ترین اہل کو بلائے۔ خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھیئے۔

ظاہر ہے کہ تم مین سے ہر شخص کی مراد یہ ہے کہ نصاری نجران مین سے ہر شخص۔ اور ہم مین

ہر شخص کی مراد مومنین میں سے ہر شخص کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ اگر تم سے مراد صرف رسول اللہ کی ذات کو لیجیے تو مطلب یہ ہو جائے گا کہ رسول اللہ میں سے ہر شخص اپنے نفس اور اعزۂ اہل کو بلائے۔ جو بالکل بے معنی فقرہ ہے پس جبکہ آیت کا یہ مطلب ہوا کہ مسلمانوں میں سے ہر شخص اپنے نفس اور اعزۂ اہل کو بلائے تو آپ کا صرف اشخاص معہود کا مراد لینا غلط ہو گیا۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ زوجہ کو کسی زبان میں عزیز ترین اہل نہیں کہتے اس کے متعلق گذارش ہے کہ اولا تو آپ نے بیضاوی کے لفظ اعزۃ اہلہ کا ترجمہ ہی عزیز ترین اہل غلط کیا ہے۔ عزیز ترین اہل اعز اہلہ (یعنی اعز اسم تفضیل مضاف بسوے اہلہ) کا ترجمہ ہو گا نہ کہ اعزۃ اہلہ (اعزۃ جمع عزیز مضاف بسوے اہلہ) کا۔ صحیح ترجمہ باعتبار لغت کا اپنے خاندان کے عزیز لوگ ہو گا پس اب بتائیے کہ کسی زبان میں اپنی زوجہ کو خاندان کا عزیز (باعزت) فرد کہا جاتا ہے یا نہیں۔ مولوی صاحب مجھے بدایوں کا حال معلوم نہیں مگر ہمارے ہاں تو بی بی گھر کا باعزت فرد ہوتی ہے بے عزت نہیں ہوتی۔ مجھے یقین نہیں کہ آپ کے ہاں اس کے خلاف ہو گا۔ حیرت ہے کہ آپ اس بیباکی سے کہتے ہیں کہ کسی زبان میں زوجہ کو عزیز ترین اہل نہیں کہتے حالانکہ اگر آپ دیانت کو کام میں لاتے تو کشاف میں اس عبارت کے بعد جس کو آپ نے ص۲۲ میں نقل کیا ہے یہ عبارت آپ کو ملتی۔ وانما خص الابناء والنساء لانھم اعز الاھل و الصقھم بالقلب وربما فداھم الرجل بنفسہ وحارب دونھم حتی یقتل ومن ثمہ کانوا یسوقون الظعائن فی الحروب لتمنعھم من الحراب ویسمون الذادۃ عنھا بارواحھم (حماۃ الحقائق (ص ۳۰۷/۱)۔

دیکھیے مولوی صاحب زمخشری نے ابناء ونساء کو اعز الاھل کہا۔ پھر بعد کے فقروں میں یہ بھی بتا دیا کہ نساء سے کیا مراد ہے۔ کیوں جناب! اہل عرب جن عورتوں کو ہودج میں سوار کر کے لڑائیوں میں اس غرض سے لیجاتے تھے تاکہ وہ ان کی وجہ سے فرار نہ کر سکیں ان میں کیا صرف بیٹیاں ہی بیٹیاں ہوتی تھیں کیا آپ کو عمرو بن کلثوم کے اشعار ذیل یاد نہیں ہے آپ نے سبعہ معلقہ پڑھا ہی نہیں۔ سنیئے۔

علی آثارنا بیض حسان ۔۔۔ نحاذر ان تقسم اوتھونا

اخذن علی بعولتھن عھداً	اذا لاقوا کتائب معلمینا
لکے یسلبن افراسا وبیضاً	واسری فی الحبال مقرنینا
تراناً بارزین وکل حی	قد اتخذوا امنا فتنا قرینا
اذا مارحن یمشین الھوینا	کما اضطربت متون الشاربینا
ظعائن من بنی جشم بن بکر	خلطن بمیسم حسباً ودینا
یقتن جیادنا ویقلن لستم	بعولتنا اذا لم تمنعونا
نما منع الظعائن مثل ضرب	تری منہ السواعد کالقلینا

کیون مولوی صاحب یہ ظعائن (زنان ہودج نشین) شاعر اور اسکے شرکا رکی بیبیان ہین یا بیٹیان اگر بیبیان ہین تو اب ایک بار زمخشری کی منقولہ بالا عبارت پھر پڑھیے اور دیکھیے کہ اُنھون نے بیبیون کے اعزالاہل ہونے کو کتنے مدلل طریق سے بیان کرکے آپ کے بدیع فرضی تخیل کو خاک مین ملا دیا ہے - اور چونکہ یہ عبارت آپ کی نقل کی ہوئی عبارت کے بعد بلا فصل ہے اس لیئے دو باتین ثابت ہوئین ایک آپ کی خیانت اور چوری - اور دوسرے یہ کہ آپ نے اپنی نقل کی ہوئی عبارت کا بھی مطلب غلط سمجھا اسی بنا پر ازواج کو اعزۃ افلاذ کبد اور احب الناس الیہ مین سے کسی ایک مین داخل نہین سمجھا حالانکہ زمخشری نے آگے چل کر میری نقل کی ہوئی عبارت مین گویا تصریح کردی ہے کہ بیبیان اعزۃ یا احب الناس الیہ مین شامل ہین اگر آپ ہم سے پوچھتے ہین کہ صحابہ یا ازواج پر اعزۃ - افلاذ کبد اور احب الناس مین سے کونسا لفظ صادق ہے تو ہم بتاتے ہین کہ صحابہ اور ازواج اعزۃ اور احب الناس الیہ مین شامل ہین - ترمذی مین ہے قیل یا رسول اللہ من احب الناس الیک قال عائشۃ - قیل من الرجال قال ابوھا - بخاری مین زید بن حارثہ اور اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی نسبت نص رسول ہے وان کان لمن احب الناس الی وان ھذا لمن احب الناس الی بعدہ - حضرت زید کی نسبت یہ ارشاد بھی ہے انت اخونا ومولانا - بخاری مین یہ بھی ہے کہ حضرت اسامہ وحضرت حسن کو آنحضرت پکڑکر فرماتے اللھم احبھما فانی احبھما بخاری مین ہے کہ آنحضرت نے انصار کی نسبت فرمایا والذی نفسی بیدہ انکم احب الناس

الخ - ترمذی مین ہے - احب اھل الی من انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ اسامۃ بن زید قال ثم من قال علی بن ابی طالب (مشکوٰۃ)

مولانا نے لکھا تھا کہ ساتوین خرابی یہ ہے اگر بفرض محال مان لیا جائے کہ انفسنا سے حضرت علی مراد ہین تو بھی خلافت بلا فصل ثابت نہین ہو سکتی کیونکہ حضرت علی کا حقیقی معنی مین نفس رسول ہونا تو ممکن ہی نہین لا محالہ مجازی طور پر ان کو نفس رسول کہا جائے گا تو اس صورت مین نہ ان کا معصوم ہونا ثابت ہو گا نہ تمام صحابہ سے افضل ہونا کیونکہ مجاز مین حقیقت کے تمام اوصاف کا موجود ہونا ضروری نہین الخ انتہی ملخصا -

اسکے جواب مین اعجاز صاحب نے وہی باتین دہرائی ہین جن کی دھجیان بکھیری جا چکین اسکے اعادہ کی ضرورت نہین - تاہم ایک بات ضرور کرون گا کہ اعجاز صاحب یہ تو تسلیم کرتے ہین کہ حضرت علی مجازی طور پر نفس رسول تھے لیکن جھٹ یہ قید بھی لگا دیتے ہین کہ وہ مجاز جو حقیقت سے اقرب اور حقیقت کے قائم مقام ہوتا ہے - کوئی اعجاز صاحب سے پوچھے کہ جناب مجاز بھی تو حقیقت کے قائم مقام ہوتے ہین پھر اس تخصیص کے کیا معنی - معلوم ہوتا ہے آپ مجاز کی حقیقت ہی سے آشنا نہین ہین - بہتر یہ ہو گا کہ آپ نفس رسول کے پہلے حقیقی معنے لکھئے پھر اسکے مجازی معنی بتائیے - اسکے بعد دونون مین جو علاقہ ہو اسکی توضیح کیجئے -

پھر سب کے آخر مین حضرت علی کا متعین طور پر اسکا مصداق ہونا ثابت کیجئے - بقول آپ کے خالی خولی اول فول اڑانے سے کچھ نہین ہوتا - ہمت ہے تو یہ کیجئے -

اسی طرح اعجاز صاحب یہ بھی مانتے ہین کہ مجاز مین حقیقت کے تمام اوصاف کا موجود ہونا ضروری نہین لیکن اسکے ساتھ یہ بھی کہتے ہین کہ مگر ان اوصاف کا ثبوت لازم ہے جن کی وجہ سے وہ مجاز اپنی حقیقت کا نائب ہو سکے - اعجاز صاحب کے اس مگر مین یہ کلام ہے کہ اعجاز صاحب بتائین کہ وہ مجاز کے نائب حقیقت ہونے سے کیا مراد لیتے ہین آیا استعمال ارادہ مین نیابت یا اسکے سوا کسی اور چیز مین - اگر دوسری شق مراد ہے تو مین کہون گا کہ مجاز کیلئے سرے سے یہی ضروری نہین ہے کہ وہ استعمال وارادہ کے علاوہ کسی اور چیز مین بھی حقیقت کا نائب ہو چہ جائیکہ ان اوصاف کا ضروری ہونا جن کی وجہ سے وہ ایسی نیابت کر سکے -

شاید اعجاز صاحب کو معلوم ہوگا کہ حقیقت ومجاز لفظ کے اقسام سے ہین اور اگر ان کو اوصاف معنی سے بھی مان لیا جائے تو بھی اسکا اتصاف دونون وصفون کے ساتھ معنی کے وجود ذہنی کے لحاظ سے ہے نہ باعتبار اس کے وجود خارجی کے۔ پس اگر کسی معنی کو دوسرے کا مجاز کہا جائے تو اسکا صرف اتنا مطلب ہو سکتا ہے کہ معنی اول معنی ثانی کا ارادہ وانفہام من اللفظ مین نائب ہے اسکا یہ مطلب نہین ہوتا نہ ہو سکتا کہ معنی اول باعتبار اپنے وجود خارجی کے ثانی کا نائب وخلیفہ ہے۔ رائیت اسدًا ایرمی مین مرد دلیر شیر کا اگر مجاز (یا نائب) ہے تو اسکا یہی مطلب ہے کہ لفظ اسد سے شیر کے بجائے مرد دلیر مراد ہے یہ مرد دلیر شیر کا نائب حکومت اور خلیفہ یا ولی ووصی ہے۔

اور اگر پہلی شق مراد ہے تو صحیح ہے لیکن اس نیابت کے لیے مجاز مین حقیقت کے اوصاف پائے جانے کی ضرورت نہین بلکہ کوئی ایک وصف بھی پایا جائے تو مجاز ہونے کے لیے کافی ہے۔ پس اگر نفس رسول سے مجازاً حضرت علی مراد ہون تو کوئی ایک وصف حقیقت کا پایا جانا ان مین کافی ہوگا۔ اور ضروری نہین کہ خواہ مخواہ وہ وصف معصومیت یا تمام صحابہ سے افضل ہونا ہی ہو بلکہ یہ یا ان کے علاوہ کوئی دوسرا وصف پایا جائے تو مجازیت صحیح ہو جائیگی۔

مسلک اہل سنت کی توضیح اور ان کی تفسیر کی تشریح۔

چونکہ اعجاز صاحب کو ہمارا مسلک سمجھنے مین بہت زیادہ غلط فہمی واقع ہوئی ہے اس لئے مین چاہتا ہون کہ تفسیر اہل سنت کی تھوڑی سی تشریح کرکے ان کے مسلک کی توضیح کردون۔ اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ آیت مباہلہ مین الفاظ انفسنا ابناءنا نسائنا سے ذوات مخصوصہ اور اشخاص متعینہ مراد نہین ہین برخلاف شیعون کے کہ وہ ان الفاظ سے متعین اشخاص کو مراد لیتے ہین اہل سنت کے مسلک کی بنیاد یہ ہے کہ الفاظ مذکورہ مین ضمیر متکلم مع الغیر کی طرف انفس وابناء ونساء کی اضافت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ضمیر متکلم مع الغیر سے متکلم کے سوا اور لوگ بھی مراد ہوتے ہین پس الفاظ مذکورہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور مومنین کے انفس وابناء ونساء بھی مراد ہون گے چنانچہ قاضی بیضاوی

وغیرہ نے آیت کی تفسیر ان الفاظ مین کی ہے لیدع کل مناد منکم نفسه واعزة اهله اور خود اعجاز صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ ہم مین سے اور تم مین سے ہر شخص اپنے نفس کو اور عزیز ترین اہل کو بلائے - مین پہلے بتا چکا ہون کہ ہم مین سے ہر شخص" کی مراد اس کے سوا اور کچھ نہین ہو سکتی کہ "مومنین مین سے ہر شخص" اور ظاہر ہے کہ یہ ترجمہ ضمیر متکلم مع الغیر ہی کا ہو سکتا ہے اور جب ضمیر متکلم مع الغیر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمان مراد ہوئے تو ان تمام حضرات کے انفس وابناء ونساء بھی مراد ہون گے اس تفسیر کی بناء پر ضمیر متکلم اور انفس وابناء ونساء کی جمعیت اپنے حال پر باقی رہتی ہے - لیکن شیعون کے قول کی بناء پر سب کی جمعیت باطل ہو جاتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس صورت مین نفس بھی اپنی حقیقت پر رہتا ہے ، اور شیعون کو مجاز اختیار کرنا پڑتا ہے تمام اہل سنت کا یہی مسلک ہے باقی جس شخص کی نسبت اعجاز صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ فلان نے انفسنا سے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لیا ہے اس نے شیعون کے جواب مین سند منع کے طور پر یہ کہا ہے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہین لانسلم ان المراد بانفسنا الا میر بل المراد نفسه الشریف - یعنے ہم شیعون کا یہ قول تسلیم نہین کرتے کہ انفسنا سے مراد حضرت امیر ہین بلکہ اسکی مراد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین - اس سے مفسر مذکور کا یہ منشا نہین کہ ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے کہ انفسنا سے آنحضرت مراد ہین بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ جب انفسنا سے جماعت کو مراد نہ لین اور ایک ہی شخص کو مراد لین تو کیا ضرور ہے کہ وہ ایک حضرت علی ہی ہون بلکہ رسول اللہ کو کیون نہ مراد لیا جائے - مین نے مفسر مذکور کے منشا کے متعلق جو کچھ لکھا اس کی دلیل یہ ہے کہ انھون نے خود اس سے پہلے وہی تفسیر لکھی ہے جو بیضاوی وغیرہ مین مذکور ہے -

پس اہل سنت مین سے کسی شخص نے بھی ذوات مخصوصہ کو یا لفظ جمع سے واحد کو مراد نہین لیا اور اسی سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اہل سنت نے مسلمانون مین سے ہر شخص کے نفس سے خود اس کی ذات مراد لی ہے نفس رسول سے صحابہ کی ذات مراد نہین لی جیسا کہ ہمارے برخود غلط نبادل نے سمجھا ہے -

اور اسی سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جن مفسرین نے روایت شان نزول کو ذکر کیا ہے اس سے ان کا یہ منشا ہرگز نہیں ہے کہ الفاظ مذکورہ سے ذوات مخصوصہ مراد ہیں بلکہ روایت کے لانے سے صرف واقعۂ مباہلہ کی تفصیل منظور ہے اور بس ورنہ ان کے کلام میں تناقض و تہافت لازم آئے گا۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت مولانا نذیر النجم مدظلہ اور مفسرین اہل سنت کی تفسیروں میں باہم کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اعجاز صاحب نے نافہمی سے مولانا کی تفسیر کو دوسرے مفسرین کے خلاف سمجھ لیا ہے ٥

وکم من عائب قولا صحیحا　　　وآفته من الفهم السقیم

وهذا آخر ما اردنا ایراده فی هذه الرسالة والحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی آله وصحبه نجوم الدین ٥

وانا العاجز حبیب الرحمن الاعظمی غفرله

از مدرسہ مفتاح العلوم مئو ضلع اعظم گڈھ

تمت